

4.1 تعارف

اس بات پر وسیع تر اتفاق رائے پایا جاتا ہے کہ عالمی معیشت کی جلد بحالی صارفین اور پیدا کنندگان کے اعتماد کی بحالی کے لیے انتہائی ضروری ہے؛ لیکن یہ عمل مشکلات سے دوچار ہے جس کی وجہ سے کچھ ممالک، شعبے، صنعتیں اور چھوٹی فرماں بھی تک ٹکھن حالات سے نکلنے کی جدوجہد میں مصروف ہیں۔ عالمی مالی بحران اور ترقی یافتہ معیشتوں میں کساد بازاری کے بالواسطہ اثرات پاکستان پر 2009ء کے دوران زیادہ مرتب ہوئے۔ ایشیا کے دیگر ملکوں کی طرح عالمی مالی بحران نے معیشت کے حقیقی شعبے کو بھی متاثر کیا ہے۔ تاہم ملکی معیشت کو درپیش مشکلات میں عالمی بحران کا کردار جزوی ہے۔ اہم تجارتی شراکت دار ممالک میں کساد بازاری کے باعث پاکستانی برآمدات میں کمی ہوئی اور سرمائے کے بہاؤ¹ پر دباؤ بڑھ گیا جبکہ عالمی مالی منڈیوں میں سیالیت کی قلت نے بیرونی جز دانی سرمایہ کاری پر منفی اثرات مرتب کیے۔ ملک کی معاشی بحالی میں رکاوٹ بننے والے عوامل میں توانائی کی شدید قلت کے باعث دستیاب صنعتی گنجائش سے مکمل استفادہ نہ کرنا، پیداواری لاگت میں اضافہ، کارپوریٹس کے مابین گردش قرضوں کا طویل عرصہ سے تصفیہ طلب مسئلہ، کمزور معاشی مبادیات کی وجہ سے براہ راست بیرونی سرمایہ کاری میں خاصی کمی اور ملک کی معاشی تاریخ میں تمام سابقہ ریکارڈ توڑتا ہوا بلند مالیاتی خسارہ شامل ہیں۔

مذکورہ حالات کے ملکی فرموں اور صنعتوں پر منفی اثرات کا ثبوت یہ ہے کہ ان میں قرضے واپس کرنے کی صلاحیت محدود ہو گئی ہے جس کا نتیجہ بینکوں کی بیلنس شیٹس میں غیر ادا شدہ قرضوں میں اضافے کی صورت میں نکلا ہے۔ اگرچہ 2009ء کے دوران غیر ادا شدہ قرضوں کے بڑھنے کی رفتار 2008ء کے مقابلے میں خاصی کم رہی لیکن یہ صورتحال بینکاری شعبے کی استقامت کا امتحان ثابت ہوئی ہے کیونکہ بینک ہنگامی ذخائر جمع کرنے پر مجبور ہو گئے اور انہیں متاثرہ اثاثوں کے لیے رقوم مہیا کرنا پڑیں۔ ایسی شرائط نے ان کے منافع منقسمہ کی ادائیگیوں پر اثر ڈالا جس کے نتیجے میں ان کے حصص کی قیمتوں پر دباؤ بڑھ گیا۔² معاشی ماحول میں درپیش بعض چیلنجز سے قطع نظر بینک اچھی کارکردگی کا مظاہرہ کرنے میں کامیاب رہے جس کی عکاسی اس حقیقت سے ہوتی ہے کہ 2009ء کے دوران ایکویٹی پر مجموعی منافع (ٹیکسوں کا خالص) 0.9 فیصد کارپوریٹس کی روایتی ایک فیصد سطح سے کم لیکن 2008ء کی 0.8 فیصد سطح کے مقابلے میں بہتر ہے۔ اس سے ماحول کار میں دشواریوں سے نمٹنے کے لیے ان کی استعداد کی نشاندہی ہوتی ہے۔

سال کے دوران کچھ مثبت پیش رفت بھی دیکھنے میں آئی ہے جس میں تیل و اجناس کی عالمی قیمتوں میں³ خاصی کمی کے باعث بیرونی جاری کھاتے پر دباؤ کم کی، فصلوں کی بہتر پیداوار اور بینکوں میں سیالیت کی صورتحال میں خاطر خواہ بہتری وغیرہ شامل ہیں۔ مذکورہ عوامل سے گرانی کے مسلسل دباؤ کو کم کرنے میں مدد ملی اور اسٹیٹ بینک کے پالیسی ریٹ کو آخر 2008ء کی 15 فیصد سطح سے 2009ء کے دوران 12.5 فیصد پر لانا ممکن ہوا۔ زری پالیسی میں نرمی معاشی اظہاریوں میں بہتری کی علامات سے ہم آہنگ تھی۔⁴

2009ء کے دوران بینکاری شعبے کے مجموعی اثاثوں میں 15.8 فیصد اضافہ ہوا جو 65 کھرب روپے بنتا ہے۔ اثاثہ جاتی بنیاد کے اجزائے ترکیبی میں قابل ذکر تبدیلی آئی ہے۔ بینکوں کے سرمایہ کاری جز دان میں 60 فیصد اضافہ ہو گیا جس کا بڑا حصہ حکومتی تسکات پر مشتمل ہے جبکہ قرضہ جز دان میں صرف 2.1 فیصد کا مجموعی اضافہ ہو سکا۔ اس کے نتیجے میں مجموعی اثاثوں میں سرمایہ کاریوں کا حصہ جو 2008ء میں 19.3 فیصد تھا 2009ء میں بڑھ کر 26.7 فیصد تک پہنچ گیا۔ اس جز دان کو دوبارہ متوازن بنانے کی کوششوں کے نتیجے میں قرضوں کے حصے (تموین کا خالص) میں 6.7 فیصد کمی جبکہ سرمایہ کاریوں کے حصے میں 7.4 فیصد اضافہ ہوا ہے۔ یہ صورتحال بینکوں کے خطرات کے متعلق بدلتے میلانات اور قرض دینے کے قابل فنڈز کے پول پر طلب کے دباؤ کو ظاہر کرتی ہے جبکہ یہ قرضوں کی نجی شعبے سے سرکاری شعبے کو منتقلی کی واضح

¹ سرمائے کے بہاؤ کے اہم اجزاء میں کارکنوں کی ترسیلات زر، براہ راست بیرونی سرمایہ کاری اور بیرونی جز دانی سرمایہ کاری شامل ہیں۔ اگرچہ کارکنوں کی ترسیلات زر 2008ء کے 17 ارب ڈالر سے بڑھ کر 2009ء میں 18.7 ارب ڈالر ہو گئیں لیکن اس میں اضافے کے اثرات براہ راست بیرونی سرمایہ کاری میں کمی کے باعث زائل ہو گئے جو 2008ء کے 5.4 ارب ڈالر سے گر کر 2009ء میں 2.4 ارب ڈالر رہ گیا۔ جبکہ بیرونی جز دانی سرمایہ کاری میں مزید بگاڑ آیا ہے جو 2008ء میں 269 ملین ڈالر تھی اور 2009ء میں بڑھ کر 608 ملین ڈالر ہو گئی۔

² 2009ء کے دوران بینکاری شعبے کی جانب سے تقسیم کردہ نقد منافع منقسمہ میں 22.8 فیصد کمی آئی اور یہ 26.5 ارب روپے سے گر کر 20.4 ارب روپے پر آ گیا۔

³ خام تیل کی عالمی اسٹاک قیمت 2008ء میں 97 ڈالر فی بیرل سے گر کر 2009ء میں 61.5 ڈالر فی بیرل تک پہنچ گئی۔ 2000ء کو بنیادی سال کے طور پر استعمال کرتے ہوئے ایچ ڈی پی ڈی اے عالمی اشاریہ قیمت نے رپورٹ کیا ہے کہ تیل کو منہا کرتے ہوئے اجناس کے نرخ 2008ء کے 184.1 سے گر کر 2009ء میں 156.8 پر آ گئے۔ ماخذ: ہیورینٹالکس ڈیٹا بیس۔

⁴ اپریل 2009ء میں سال بسال گرانٹیزی سے کمی کے بعد 17.2 فیصد ہو گئی جو اگست 2008ء میں اپنی بلند ترین سطح 25.3 فیصد پر تھی۔ بڑے پیمانے کی اشیاء سازی میں 2009ء کے دوران 7.5 فیصد نمو ہوئی جبکہ 2008ء میں 2.5 فیصد کمی ریکارڈ کی گئی تھی۔ شرح مبادلہ مستحکم رہی اور اس میں 2009ء کے دوران 6.1 فیصد تخفیف قدر ہوئی جبکہ یہ 2008ء میں 21.9 فیصد گری تھی۔ ترسیلات زر تقریباً 25 فیصد نمو کے بڑھ کر 2009ء میں 18.7 ارب ڈالر ہو گئیں۔

تبدیلی کی بھی عکاس ہے۔ 2009ء کے دوران اثاثوں میں ہونے والے اضافے کے لیے رقم کا بڑا حصہ امانتوں سے مہیا کیا گیا ہے جو بڑھ کر 13.5 فیصد تک پہنچ گئیں جبکہ 2008ء میں 9.4 فیصد تھیں۔

مضر پیش رفت کے مقابلے میں بینکوں کی استقامت کا جائزہ ان کی ایکویٹی بنیاد کی مضبوطی سے لیا جاسکتا ہے۔ سرمائے کو بھی بینکوں میں نقصان جذب کرنے کی صلاحیت کا ایک اہم اظہار یہ سمجھا جاتا ہے۔ 2009ء کے دوران بینکوں کی ایکویٹی بنیاد میں 17.3 فیصد کا صحت منداضافہ ہوا جبکہ 2008ء میں یہ صرف 3.4 فیصد تک بڑھ سکی تھی۔ آخر 2009ء میں اسٹیٹ بینک کی شرائط کے مطابق بینکوں کے کم از کم سرمائے کی شرائط کو بڑھا کر 6 ارب روپے کرنے کے نتیجے میں سال کی مجموعی خطرہ بہ وزن شرح کفایت سرمایہ بڑھ کر 14 فیصد ہو گئی جو آخر 2008ء تک 12.2 فیصد تھی۔ یہ 10 فیصد کے مطلوبہ معیار⁵ سے کافی زیادہ ہے۔ بینکاری شعبے کے 40 بینکوں میں سے 27 بینکوں کی متعلقہ شرح کفایت سرمایہ 12 فیصد سے زیادہ تھی اور انہیں اچھی سرمایت کا حامل سمجھا جاتا ہے۔ تاہم 2009ء کے دوران چھ بینک 10 فیصد کے مطلوبہ معیار سے نیچے رہے۔

اثاثوں کے اجزائے ترکیبی میں تبدیلی کے مطابق 2009ء کے دوران بینکاری شعبے کے خطرہ قرض کے خاکے میں بھی اہم تبدیلی دیکھنے میں آئی ہے۔ قرضہ جاتی جزدان (تموین کا خالص) جس میں 2008ء کے دوران 18 فیصد نمو ہوئی تھی اس میں 2009ء کے دوران محض 2.1 فیصد توسیع ہو سکی۔ قرضوں کی شرح نمو میں ہونے والی مجموعی کمی کے پس پردہ اہم عوامل یہ ہیں: (1) بینکوں کے خطرے کی ترجیحات میں تبدیلی، یعنی نجی شعبے کو قرض گاری کے بجائے خطرے سے پاک حکومتی وثیقہ جات میں سرمایہ کاریاں اور (2) معیشت میں سست روی کے باعث قرضے کی طلب میں کمی۔

اس کے ساتھ ساتھ خطرہ قرض کے اہم اظہار یہ خام غیر ادا شدہ قرضوں کی نمو 2009ء میں کم ہو کر 24.2 فیصد رہ گئی جو 2008ء میں 64.8 فیصد تھی۔ 2008ء میں غیر ادا شدہ قرضوں کی درجہ بندی⁶ کے پہلے تین زمروں کا ان کے اسٹاک کی مجموعی نمو میں حصہ 62.4 فیصد تھا جو 2009ء میں کم ہو کر 4.7 فیصد رہ گیا ہے۔ ان زمروں کے غیر ادا شدہ قرضوں کا سابقہ اسٹاک ابتری کا شکار ہو کر نقصان کے زمرے میں شامل ہو گیا ہے اور 2009ء میں مجموعی غیر ادا شدہ قرضوں میں حصہ گزشتہ سال کے 56 فیصد سے بڑھ کر 65.5 فیصد ہو گیا ہے۔ چونکہ نقصان کے زمرے میں غیر ادا شدہ قرضوں کے مساوی رقم مہیا کرنا ہوتی ہیں اس لیے اس زمرے کی نموین کا حصہ 79.5 فیصد سے بڑھ کر 84.5 فیصد ہو گیا ہے۔ تاہم بینکوں نے ضمانت پر قیمت فروخت لازم (ایف ایس وی)⁷ کی سہولت سے استفادہ کیا اور اس انداز میں نموین کی رقم مہیا کی گئیں کہ مخصوص زمرے میں غیر ادا شدہ قرضوں کے بہاؤ میں اضافہ نموین میں اضافے سے کم رہا۔ مجموعی بنیادوں پر حاصل اس سہولت سے قطع نظر نموین میں اضافہ نقصان کے زمرے میں غیر ادا شدہ قرضوں کی بلند نمو کے باعث غیر ادا شدہ قرضوں میں اضافے سے زیادہ تھا۔ آخر 2009ء تک غیر ادا شدہ قرضوں کے جزدان کی مجموعی نموین کی کوریج تقریباً 69.9 فیصد رہی جو 2008ء میں 69.6 فیصد پر تھی۔

2009ء میں ادائیگی قرض کی صلاحیت کو لاحق اہم خطرے کی عکاسی بینکاری نظام کے خالص غیر ادا شدہ قرضوں اور سرمائے کے تناسب میں معمولی اضافے سے ہوتی ہے جو بڑھ کر 20.4 فیصد تک پہنچ گیا جبکہ یہ گزشتہ برس 19.4 فیصد تھا۔ بینکوں میں غیر ادا شدہ قرضوں اور سرمائے کے تناسب کی تقسیم سے نشاندہی ہوتی ہے کہ بڑے اور درمیانے حجم کے بینکوں کی اکثریت (اثاثوں میں 61.2 فیصد حصہ رکھنے والے) کا یہ تناسب صنعت کی اوسط سے کم ہے اگرچہ مجموعی اثاثوں میں 7.4 فیصد حصہ رکھنے والے بعض چھوٹے بینکوں میں یہ تناسب 50 فیصد سے زائد ہے۔ گزشتہ برس ایسے بینکوں کی تعداد صرف 4 تھی جن کے اثاثوں کا حصہ صرف 5.3 فیصد تھا۔

2009ء کی ایک اہم پیش رفت سیالیت کے دباؤ میں کمی تھی جس میں 2008ء کی دوسری ششماہی کے دوران شدت دیکھنے میں آئی تھی۔ اگرچہ سال کے دوران بعض مواقع پر سیالیت کی مشکلات بڑھ گئی تھیں تاہم اسٹیٹ بینک کے پالیسی اقدامات نے بینکاری نظام کو 2009ء میں سیالیت کی پوزیشن بہتر سطح پر رکھنے میں مدد دی۔ اس کی عکاسی بینکوں کی تحویل میں اضافی سیال ذخائر سے ہوتی ہے جو اسٹیٹ بینک کے مطلوبہ معیار سے خاصی زیادہ ہے۔

پاکستان میں بینکوں کی امانتوں کی بنیاد رقم مہیا کرنے کا ایک بڑا ذریعہ ہے جو سیالیت سے براہ راست منسلک ہوتا ہے اور اس میں 2009ء کے دوران 13.5 فیصد نمو ہوئی ہے جو کہ 2001ء سے ہونے والی 15.3 فیصد اوسط نمو سے کچھ کم لیکن گزشتہ برس ہونے والی 9.4 فیصد نمو سے کافی بہتر ہے۔ اس نمو کا اہم سبب 2009ء کی دوسری ششماہی میں اضافی امانتوں کا بہاؤ ہے جس میں 12.9 فیصد نمو ہوئی۔

⁵ بی ایس وی سرکل نمبر 19 تاریخ 5 ستمبر 2008ء۔

⁶ او ای ایم، غیر معیاری اور مشکوک

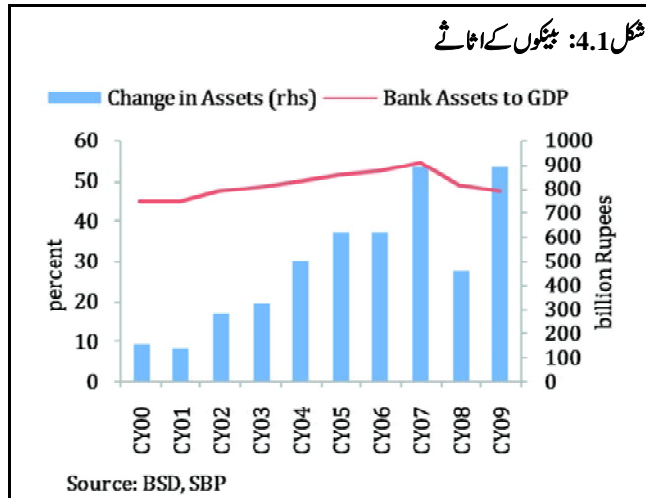
⁷ تفصیلات سیکشن 4.4.1 میں۔

آئی ایم ایف کے اسٹینڈ بائی آرٹیکل (جس میں ملک نومبر 08ء میں داخل ہوا تھا) کے تحت کارکردگی کے مقررہ معیارات میں سے ایک حکومت کی مرکزی بینک سے میزانیہ قرض گیری کی حدود کے متعلق ہے اور اس میں سہ ماہی اہداف مقرر کیے گئے تھے۔ اس کے نتیجے میں حکومت کمرشل بینکوں سے قرض گیری پر مجبور ہو گئی تھی۔⁸ بینکوں کی تحویل میں سیال ذخائر کی لازمی شرح سیالیت سے بلند سطح کا یہ ایک اہم سبب ہے۔ اس کے علاوہ 2009ء میں سیالیت کی قدرے اطمینان بخش صورتحال کی وجہ یہ ہیں: (1) غیر ادا شدہ قرضوں میں مسلسل اضافے کی بنا پر بینکوں میں خطرات مول لینے سے گریز کے رجحانات کے باعث نجی شعبے کے قرضوں میں پست نمو اور قرضوں کی کمزور طلب (2) ترسیلات زرا امانتیں جمع کرنے میں بہتری اور (3) قطعی شرح سود کے کوریڈور کی سہولت متعارف کرانا جس سے بازار کے شرکا کو سیالیت کے انتظام میں سہولت ملی۔ خصوصاً مذکورہ کوریڈور کا نفاذ دوران سال کیا جانے والا ایک اہم اقدام تھا جس سے نہ صرف شبینہ زرخوں میں تغیر کو کم کرنے بلکہ زری پالیسی کی ترسیل کو موثر اور شفاف بنانے میں بھی مدد ملی ہے۔ سیالیت کی بہتر صورتحال کی عکاسی 2009ء میں بعض دیگر اظہاریوں سے بھی ہوتی ہے۔ سیال اثاثوں اور مجموعی اثاثوں کا تناسب بڑھ کر 32.7 فیصد ہو گیا جو پچھلے سال 28.6 فیصد تھا جبکہ قرضوں و امانتوں کا تناسب 2008ء کے 71.3 فیصد سے گرا کر 2009ء میں 63.3 فیصد ہو گیا۔

بینکوں کی آمدنی کی کارکردگی کے لحاظ سے مجموعی نفع یابی (ٹیکس کا خالص) میں 2009ء کے دوران 25.7 فیصد اضافہ ہوا جس کے نتیجے میں سال کے اثاثوں پر منافع معمولی بہتری کے بعد بڑھ کر 0.9 فیصد ہو گیا جو گزشتہ برس 0.8 فیصد تھا۔ تاہم نفع یابی کا جھکاؤ ایک طرف ہے اور یہ وسیع البتہ نہیں کیونکہ بازار میں مجموعی طور پر 62.3 فیصد حصہ رکھنے والے 11 بینکوں کا منافع اوسط سطح سے زیادہ رہا اور اثاثوں میں 60.4 فیصد حصہ رکھنے والے 40 بینکوں میں سے 10 کی ایکویٹی پر منافع ایک فیصد سے زائد تھا۔

ابتدائی حصے میں بینکاری شعبے کی مجموعی کارکردگی و استحکام کی جانچ کی گئی ہے جبکہ باب کے بقیہ حصے میں اس میں ہونے والی پیش رفت کا جائزہ لیا گیا ہے۔ اس باب کو پانچ سیکشنوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ سیکشن 4.2 بینکوں کے اثاثوں اور فنڈنگ ساخت کے جائزے پر مبنی ہے۔ ان تبدیلیوں کے بینکاری شعبے کو درپیش مختلف خطرات پر اثرات کا تجزیہ سیکشن 4.3 میں دیا گیا ہے۔ سیکشن 4.4 میں درپیش خطرات کے عوامل میں تبدیلیوں کے نتیجے میں ہونے والے نقصانات کو جذب کرنے کے حوالے سے بینکاری شعبے کی صلاحیت کا جائزہ لیا گیا ہے جبکہ آخری حصے میں اختتامی کلمات دیے گئے ہیں۔

4.2 اثاثہ جات اور فنڈنگ کی ساخت



آخر 2009ء تک بینکاری نظام کے اثاثے 15.8 فیصد نمو کے ساتھ بڑھ کر 65 کھرب روپے ہو گئے جبکہ 2001ء سے اوسط سالانہ نمو 14.8 فیصد رہی ہے۔ جی ڈی پی کے تناسب سے بینکوں کے اثاثے 47.4 فیصد ہو گئے جو گزشتہ برس کے مقابلے میں معمولی کمی کو ظاہر کرتا ہے (دیکھئے شکل 4.1)۔ 2008ء کے دوران صرف 8.8 فیصد نمو کو مد نظر رکھتے ہوئے اثاثہ جاتی بنیاد میں توسیع ایک اہم کامیابی ہے تاہم اس نمو کی ایک اہم خصوصیت قرضوں میں اضافے کے بجائے سرمایہ کاریوں کا بڑھنا ہے۔

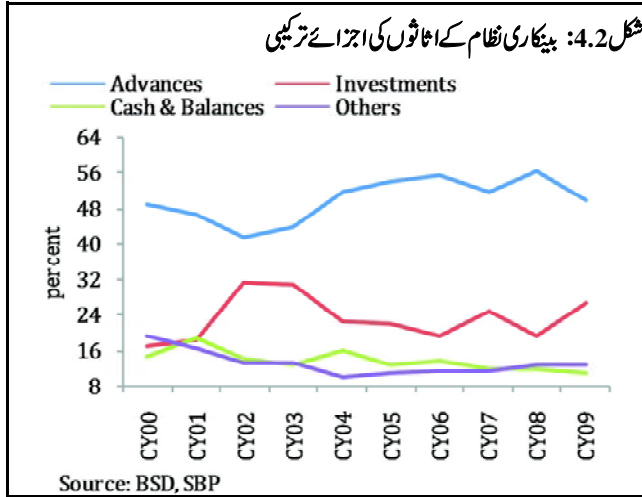
سرمایہ کاریوں میں 60 فیصد اضافہ ہوا اور آخر 2009ء تک بینکاری صنعت کی مجموعی اثاثہ جاتی بنیاد میں ان کا حصہ بڑھ کر

26.7 فیصد تک پہنچ گیا جو 2008ء میں 19.3 فیصد تھا۔ بینک وارسر سرمایہ کاریوں کے جائزے سے ظاہر ہوتا ہے کہ غیر ملکی بینکوں کی سرمایہ کاریوں میں سب سے زیادہ نمو (132 فیصد) ہوئی ہے۔ 2008ء اور 2009ء کے دوران⁹ بعض زمروں میں غیر ملکی بینکوں کے غیر ادا شدہ قرضوں کی شرح نمو سب سے بلند سطح پر رہی ہے۔ اس لیے یہ بات حیران کن نہیں ہے کہ بینکوں کا یہ گروپ دیگر کے مقابلے میں خطرات مول لینے سے زیادہ گریز کر رہا ہے۔

2009ء کے دوران اثاثوں کے اجزائے ترکیبی میں ساختی تبدیلی بھی دیکھنے میں آئی ہے اور سرمایہ کاریوں کے حصے میں 7.4 فیصد اضافہ ہوا ہے جبکہ قرضوں کے حصے میں 6.7 فیصد کمی آئی ہے (دیکھئے شکل 4.2)۔ بینکوں کے سرمایہ کاری جزو ادا میں اضافے کی وجوہات یہ ہیں: (1) بڑھتے ہوئے غیر ادا شدہ قرضوں کی وجہ سے

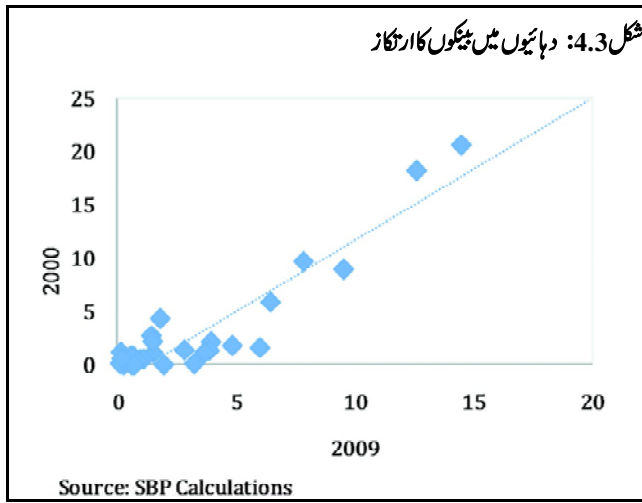
⁸ تفصیلات ”باب دوم: بینکاری نظام سے حکومت کی قرض گیری: زری و مالی استحکام کے لیے مضمرات“۔ ایف ایس آر کے اس شمارے میں ملاحظہ فرمائیں۔

⁹ بالترتیب 118.4 اور 107 فیصد۔



بینکوں کی خطرات سے متعلق سوچ میں تبدیلی اور (2) حکومت کی جانب سے کارپوریشن کے مابین قابل وصولی رقم کی ادائیگی اور اجناس کی سرگرمیوں کی مالکاری جیسے میزانیہ مقاصد کے لیے جدولی بینکوں سے بھاری قرض گیری کی ضروریات۔

بینکاری شعبے میں ارتکاز کے حوالے سے صنعت کی مسابقتی پوزیشن میں بتدریج بہتری کے ساتھ ساتھ انفرادی بینک کے اثاثوں کا مجموعی اثاثہ جاتی بنیاد میں حصہ مسلسل کم ہو رہا ہے۔ دو بڑے بینک جن کا 2000 میں بینکاری شعبے کی مجموعی اثاثہ جاتی بنیاد میں کل حصہ 38.7 فیصد تھا گذشتہ دس برسوں کے دوران ان کا حصہ کم ہو کر 27.1 فیصد پر آ گیا ہے (دیکھئے شکل 4.3)۔ تاہم 2009ء کے لیے بینکوں کی اثاثہ جاتی بنیاد کے تجزیے سے نشاندہی ہوتی ہے کہ مجموعی طور پر 4 فیصد حصہ رکھنے والے 7 چھوٹے بینکوں کی نمو 7.5 تا 30.1 فیصد کی منفی سطح کے درمیان رہی ہے۔ ایم ارتکاز کی تناسب ارتکاز معلوم کرنے کا ایک روایتی پیمانہ ہے، جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ منڈی میں ایک فیصد سے کم حصہ رکھنے والے 5 چھوٹے بینک منڈی کی قطعہ واریت کے عکاس ہیں۔



بڑے بینکوں کے ارتکاز میں کمی کی عکاسی اس حقیقت سے بھی ہوتی ہے کہ سال کے دوران پانچ بڑے بینکوں کا منڈی میں حصہ 160 بیس پوائنٹس کی کے بعد 50.8 فیصد ہو گیا ہے۔ ہر فنڈل ہر شمین اشاریہ (ایچ ایچ آئی)¹¹ منڈی کے ارتکاز کی پیمائش کے لیے استعمال ہونے والا ایک اور اشاریہ ہے جو ظاہر کرتا ہے کہ بینکاری شعبے میں ارتکاز خصوصاً بڑے فریقوں کے ارتکاز کی سطح وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ گہر رہی ہے (دیکھئے جدول 4.1)۔

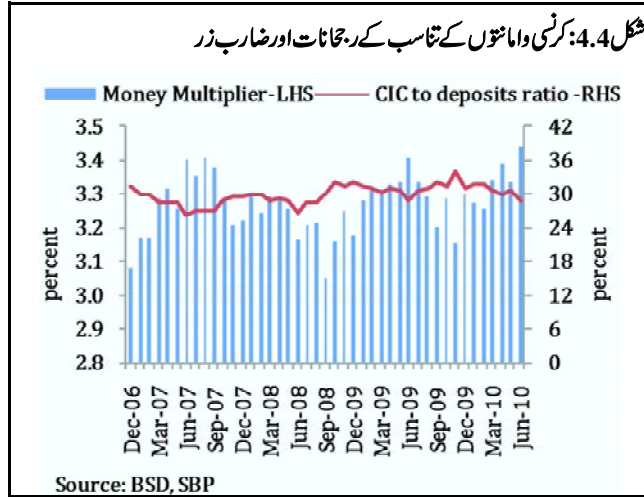
جدول 4.1: ارتکاز کے پیمانے										
2009ء	2008ء	2007ء	2006ء	2005ء	2004ء	2003ء	2002ء	2001ء	2000ء	
712	735	739	745	762	850	912	973	993	1023	ہر فنڈل ہر شمین اشاریہ
1.4	1.4	1.4	1.4	1.4	1.5	1.6	1.7	1.8	1.9	تغیر کا عددی سر
										ایم ارتکاز کے تناسب
50.8	52.4	52.0	52.3	54.0	56.0	58.8	60.8	61.2	63.2	5 سرفہرست بینکوں کا حصہ
73.0	73.6	74.6	75.1	72.5	73.1	75.1	76.7	75.8	76.5	10 سرفہرست بینکوں کا حصہ
0.5	0.6	0.6	0.6	0.5	0.5	0.3	0.4	0.6	0.7	5 سب سے چھوٹے بینکوں کا حصہ
ماخذ: اسٹیٹ بینک کا حساب										

قرضوں کو بینکوں کی اثاثہ جاتی بنیاد کے اہم جز کی حیثیت حاصل ہے۔ اثاثوں کے غیر مجموعی تجزیے سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان کا حصہ 2009ء کے آخر تک تقریباً 50 فیصد رہا۔ اس میں سال کے دوران 2.1 فیصد کی معمولی نمو ریکارڈ کی گئی۔ قرضوں میں معمولی نمو کے اہم اسباب میں غیر ادا شدہ قرضوں میں اضافے کے باعث خطرہ قرض کا بڑھنا اور قرضے کی کمزور طلب شامل ہیں۔

واجبات کے لحاظ سے قومی بچت اسکیموں سے سخت مسابقت کے باوجود بینکاری نظام کی امانتوں میں 2009ء کے دوران 13.5 فیصد کی خاطر خواہ نمو ہوئی ہے جو 2008ء

10 ان میں 3 ملکی نجی بینک، 2 خصوصی بینک اور 2 سرکاری شعبے کے بینک شامل ہیں۔

11 ایچ ایچ آئی کی اخذ کردہ قدریں 1000 سے کم ہیں؛ ایسی سطح جس کے نیچے منڈی کی ساخت مسابقتی سمجھی جاتی ہے۔



میں ہونے والی 9.4 فیصد نمو سے بلند ہے۔¹² امانتیں جمع کرنے کے رجحانات سے ظاہر ہوتا ہے کہ امانتوں میں نمو 2009ء کی دوسری ششماہی میں مرکوز رہی اور اس مدت میں بینکوں کی امانتوں کی بنیاد میں 12.9 فیصد نمو ریکارڈ کی گئی۔ سال کی دوسری ششماہی کے دوران امانتوں میں ہونے والی نمو کی وجہ خالص ملکی اثاثوں میں توسیع (حکومتی قرض گیری کی بلند سطح کے باعث) اور ملکی ترسیلات زر (امریکی ڈالر کے لحاظ سے) میں 23.9 فیصد اضافہ ہے جو بینکوں کی امانتوں کا ایک اہم ماخذ ہے (شکل 4.4)۔

امانتوں میں ہونے والے اضافے کے مجرور جائزے سے ظاہر ہوتا ہے کہ اضافی بہاؤ زیادہ تر طلبی امانتوں (جاری و بچت) میں

ہوا ہے۔ یہ گزشتہ برس کے رجحان سے مختلف ہے جب معین امانتوں میں 26.3 فیصد نمو ہوئی تھی۔ اس وقت زری نرمی اور گرتی ہوئی شرح سود کے ماحول میں بینکوں نے معین امانتوں کے بجائے طلبی امانتیں جمع کرنے پر زیادہ توجہ دی تھی تاکہ امانتوں کی لاگت میں کمی کی جاسکے۔ مختلف امانت گزاروں کے لحاظ سے امانتوں میں توسیع کے تجزیے سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس اضافے میں بڑا حصہ حکومت اور سرکاری شعبے کی غیر مالی انٹرپرائزز (پی ایس ایز) کا ہے۔ امانتوں کی بنیاد میں ان زمروں کا حصہ مجموعی طور پر 18.8 فیصد بنتا ہے۔ اس بات کو مد نظر رکھتے ہوئے کہ حکومتی اداروں کی 70 فیصد سے زائد امانتوں کی درجہ بندی طلبی امانتوں کے زمرے میں کی جاتی ہے جبکہ اس زمرے میں نمایاں نمو طلبی امانتوں میں مجموعی اضافے کا ایک اہم سبب ہے۔

مالی اداروں سے قرض گیری و اجبات کا ایک اور اہم جز ہے جس میں 2009ء کے دوران 42.3 فیصد کی نمایاں نمو ہوئی ہے جبکہ اس میں گزشتہ برس محض 1.7 فیصد کی کمزور نمو ہوئی تھی۔ 2009ء میں ایسی قرض گیری کا بڑا حصہ اسٹیٹ بینک سے قرض گیری (ای ایف ایس اور ایل ایم ایم کے لیے) اور بین الینک منڈی میں باز خریداری کے سمجھوتوں پر مبنی تھا۔ قرض گیری کا سہ ماہی بنیادوں پر جائزہ ظاہر کرتا ہے کہ دسمبر 09ء میں اجناس کی خریداری کے قرضوں کی توقع سے کم واپسی اور خالص بیرونی اثاثوں سے رقم کی سست آمد کے باعث سیالیت کی مشکلات بڑھنے کی وجہ سے سال کی دوسری ششماہی کے دوران قرض گیری میں زیادہ اضافہ ہوا ہے۔

آخر میں 2009ء کے دوران بینکوں کی ایکویٹی بنیاد میں 17.3 فیصد کا خاطر خواہ اضافہ ہوا ہے جو گزشتہ برس صرف 3.4 فیصد تھا۔ بینکوں کے لیے آخر 2009ء تک اپنا کم از کم سرمایہ بڑھا کر 106 ارب روپے کرنا ضروری تھا جس نے اس اضافے میں اہم کردار ادا کیا۔ اسٹیٹ بینک نے 2009ء میں کم از کم سرمائے کی شرائط کو حقیقت پسندانہ بنایا تھا۔¹³ دشوار معاشی حالات کے باعث کم از کم سرمائے کی شرائط پر نظر ثانی کی گئی جس نے بینکوں کی نفع یابی پر منفی اثرات مرتب کیے اور اس کے نتیجے میں ان کے ذخائر بڑھ گئے۔ 2009ء میں ایکویٹی کی بنیاد میں نمو کے تجزیے سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس نمو میں باز قدر پیمائی کے حاصل کا خاصا حصہ ہے۔ باز قدر پیمائی کے حاصل کے اجزائے ترکیبی کے تفصیلی جائزے سے ظاہر ہوتا ہے کہ بینکاری شعبے کو 2009ء کے دوران ایکویٹی مارکیٹ میں استحکام کے باعث ایکویٹی سرمایہ کاریوں سے 5 ارب روپے کا فائدہ ہوا ہے جبکہ اپریل 2008ء سے اسٹاک مارکیٹ میں گراوٹ کا شروع ہونے والا سلسلہ اگست میں کے ایس ای 100 اشاریے پر فلور کے نفاذ پر منتج ہوا تھا۔ مزید برآں باز قدر پیمائی سے حاصل ہونے والے 6.8 ارب روپے ماخوذ یاتی سودوں سمیت دیگر سرمایہ کاریوں سے آئے ہیں۔

4.3 خطرات کی جانچ

عالمی مالی نظام بتدریج بحالی کی راہ پر گامزن ہے لیکن ابھی ممکنہ دھچکوں¹⁴ کے خطرات برقرار ہیں۔ ملکی حوالے سے 2009ء کے دوران معاشی حالات میں کچھ بہتری

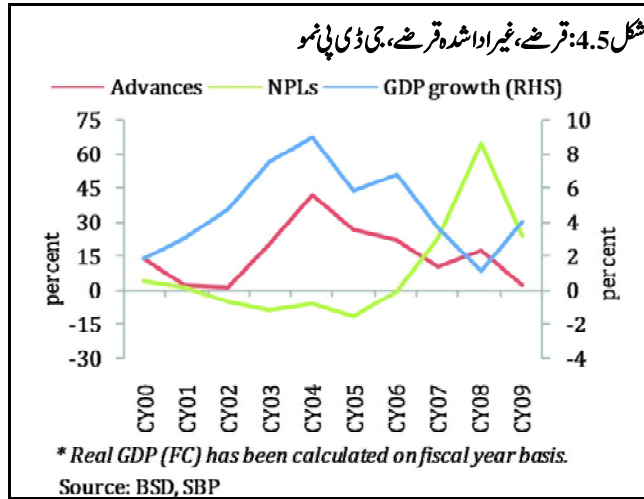
¹² تفصیلات مالی استحکام کے جائزے کے اس شمارے کے باب چہارم ”بچتوں کے فروغ میں حکومت کا کردار“ میں ملاحظہ فرمائیں۔

¹³ بی ایس ڈی سرکل نمبر 07، تاریخ 15 اپریل 2009ء۔

¹⁴ بحران کے حالیہ مرحلے میں کئی اقسام کے آفرشاکس محسوس کیے جا رہے ہیں۔ اہم خطرات میں عظیم الجذبہ سرکاری قرضوں کا انتظام شامل ہے جس میں عدم استحکام کے ایک اور دور کو جنم دینے کی صلاحیت موجود ہے۔ نئی قانونی اصلاحات کو مد نظر رکھتے ہوئے مالی اداروں کی جانچ پڑتال اور گرائی تخت ہو جانے کی جس سے کاروبار کرنے کی لاگت میں اضافہ ہو جائے گا۔ مضبوط اداروں سے وابستہ کمزور اداروں کی نشاندہی کرتے ہوئے انہیں الگ کرنے اور بحران کی صورت میں مارکیٹ سے ان کے اخراج کے لیے کم از کم لاگت پر مبنی فریم ورک کی تیاری کے لیے بھی دباؤ موجود ہے۔ پچھلے ہوئے عالمی مالی اداروں کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے نیٹ ورک کی تازہ کاری کریں اور دھچکوں و بحران سے متاثر ہونے والے ممالک میں متعارف کرائے جانے والے استحکام و ساختی تبدیلیوں کے تحت پروگراموں پر عملدرآمد کرنے کی استعداد میں بہتری لائیں۔ ماخذ: آئی ایم ایف پیپر ز اور تقاریر۔

دیکھنے میں آتی تھی لیکن اس کے باوجود معیشت کو مالیاتی عدم توازن، ادائیگیوں کے توازن پر دباؤ، گردش قرضوں، توانائی کے بحران وغیرہ جیسے مسائل کا سامنا کرنا پڑا تھا۔ ان خطرات نے بینکوں کی بیلنس شیٹس کے حجم کے ساتھ ساتھ ان کی ساخت پر بھی اثرات مرتب کیے ہیں۔ ایسے دھچکوں کی غیر معمولی سطح اور وسعت کو مد نظر رکھتے ہوئے بینکوں نے خود کو مسلسل گرد و پیش کے ماحول سے ہم آہنگ کرنے کی کوشش کی ہے۔ بینکاری شعبے کے خاکہ خطر پر مذکورہ حالات کے اثرات کا تجزیہ ذیل میں دیے گئے سیکشن میں قرضے، منڈی، آپریشنل وسیالیت کے خطرات کے لحاظ سے کیا گیا ہے۔

4.3.1 خطرہ قرض



عالمی کساد بازاری کے بالواسطہ اثرات اور معاشی سرگرمیوں میں سست روی نے آخر 2008ء سے واجب الادا قرضوں کی نادرہنگی کے امکانات میں اضافے اور قرض گہروں میں قرضے واپس کرنے کی کمزور صلاحیت کے باعث بینکوں کے لیے نقصانات کے خطرات کو بڑھا دیا تھا۔ بیشتر ترقی یافتہ ملکوں میں معاشی بحالی کا عمل جاری ہے اور مختلف ملکوں میں اس کی رفتار و قوت مختلف ہے جبکہ اس کا دار و مدار متعلقہ خطوں کے بحرانوں کی شدت پر ہے۔ عالمی پیداوار¹⁵ جو 2009ء میں گر کر -0.6 فیصد ہو گئی تھی توقع ہے کہ 2010ء کے دوران اس میں 4.8 فیصد اضافہ ہوگا اور اس کا محرک چین و بھارت جیسی ابھرتی ہوئی معیشتوں کی معاشی نمو ہوگی۔ مالی سال 09ء میں ملکی معاشی نمو

250 بیس پوائنٹس کی کمی کے بعد گر کر 1.2 فیصد پر آگئی لیکن مالی سال 10ء میں بحالی کے بعد بڑھ کر 4.1 فیصد ہو گئی۔¹⁶

خطرہ قرض اور مجموعی معاشی سرگرمیوں میں معکوس نسبت ایک تسلیم شدہ حقیقت ہے اور گزشتہ برس کے مالی استحکام کے جائزے¹⁷ میں اس پر تفصیلی بحث کی گئی تھی۔ تجزیے کے مطابق معاشی اظہاریوں میں بتدریج بہتری کے نتیجے میں غیر ادا شدہ قرضوں کی نمو میں کمی آئی ہے اور یہ 2008ء کے 64.8 فیصد سے کم ہو کر 2009ء میں 24.2 فیصد پر آگئے ہیں (دیکھئے شکل 4.5)۔

غیر ادا شدہ قرضوں میں سست روی سے قطع نظر خطرہ قرض اب بھی بینکاری نظام کو درپیش اہم چیلنج ہے۔ بینکاری نظام کے قرضہ جزدان کے تجزیے سے سال کے دوران اثاثہ جاتی معیار کے اظہاریوں میں حرکت پذیری کو سمجھنے میں مدد ملے گی۔ 2009ء کے دوران بینکوں کا قرضہ جزدان 2.1 فیصد نمو کے ساتھ بڑھ کر 67.1 ارب روپے ہو گیا جبکہ 2008ء میں ان میں 18 فیصد نمو ہوئی تھی۔ یہ معمولی نمو گزشتہ دس برسوں کے دوران ہونے والی 15.9 فیصد اوسط نمو کے مقابلے میں بہت کم اور گزشتہ دس برسوں میں خالص قرضوں میں ہونے والی پست ترین شرح نمو ہے۔ دیگر عوامل کے علاوہ مقامی نجی بینکوں کے قرض گاری کے روپے میں نمایاں تبدیلی نے بھی اہم کردار ادا کیا ہے کیونکہ بینکاری شعبے کے قرضوں میں ان کا حصہ تین چوتھائی بنتا ہے اور ان کے قرضوں میں 2009ء کے دوران صرف 0.2 فیصد کا بے حد معمولی اضافہ دیکھنے میں آیا ہے۔

بینکوں کے قرضوں کے اہم اجزاء کی درجہ بندی سے نشاندہی ہوتی ہے کہ 2009ء کے دوران خالص قرضے سست روی کا شکار رہے اور کارپوریٹ شعبے، ایس ایم ای، زراعت اور صارفی مالکاری قرضوں سمیت تمام کے حصے میں کمی آئی ہے۔ صرف اجناس کی مالکاری میں خاطر خواہ اضافہ دیکھنے میں آیا ہے جس میں سال کے دوران 78 فیصد نمو ہوئی اور مجموعی قرضوں میں اس کا حصہ بڑھ گیا (دیکھئے جدول 4.2)۔ خصوصاً ایس ایم ای اور صارفی مالکاری کے قرضہ جاتی معیار میں بگاڑ کو مد نظر رکھتے ہوئے بینک ان اجزاء کو نئے قرضے دینے میں کافی محتاط رہے ہیں۔ اس کے نتیجے میں ان کی نمو میں بالترتیب 7.2 فیصد اور 19.1 فیصد کی سال بسال کمی آئی ہے۔ صارفی مالکاری میں منفی نمو کا سبب اس کے تمام اجزاء کی نمو میں تیزی سے کمی ہے۔

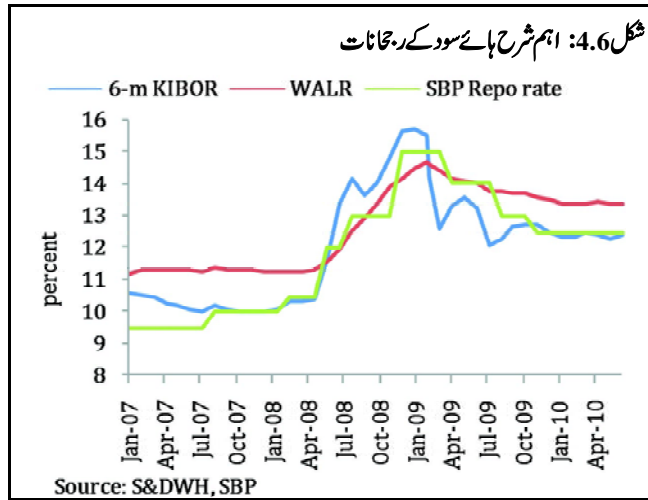
15 عالمی معاشی امکانات، آئی ایم ایف، اکتوبر 2010ء۔

16 پاکستانی معیشت کی کیفیت، 2009-10ء، بینک دولت پاکستان سالانہ رپورٹ، جلد اول۔

17 خصوصی سیکشن 1: غیر ادا شدہ قرضوں میں نمو، گردش یا ساختی، مالی استحکام کا جائزہ، 2008-09ء، بینک دولت پاکستان۔

جدول 4.2: قرضوں کی جزو دار تقسیم				
مجموعی قرضوں میں فیصد حصہ				
معمو	2009ء	2008ء	2007ء	2009ء
کارپوریٹ	2.5	61.9	63.2	56.3
ایس ایم ایز	-7.2	10.4	11.7	16.2
زراعت	0.7	4.7	4.9	5.6
صارفی	-19.1	8	10.4	13.8
اجناس	77.8	12.5	7.4	5.5
متفرق	5.1	2.5	2.4	2.7
صارفی قرضوں میں فیصد حصہ				
کریڈٹ کارڈز	-23.3	11.6	12.3	12.6
کاروں کے قرضے	-30.5	24.7	28.7	30
پائیدار اثاثہ	-51.8	0.1	0.1	0.3
رہن	-8.1	22.9	20.2	18.1
نئی قرضہ جات	-15	40.7	38.8	38.9
ماخذ: شعبہ بینکاری نگرانی، بینک دولت پاکستان				

جدول 4.3: قرضوں کی درجہ بندی، آخر استعمال کے لحاظ سے				
(فیصد نمو)				
آخری استعمال	2009ء	2008ء	2007ء	2009ء
معین سرمایہ کاری	13.7	21.1	21.1	
تجارتی مالکاری	8.1	15.6	23.6	
جاری سرمایہ	-9.9	25.7	10.0	
ماخذ: شعبہ بینکاری نگرانی، بینک دولت پاکستان				



جدول 4.3 میں فرمز (کارپوریٹ و ایس ایم ایز دونوں) کے قرضوں کی شرح نمو پر توجہ مرکوز کی گئی ہے۔ اس درجہ بندی سے فرمز کے سرمایہ کاری مقاصد (پلائس میں توسیع وغیرہ) اور آپریشنل ضروریات (ذخائر بڑھانے) کے لیے فنڈز مختص کرنے کی وضاحت ہوتی ہے۔ 2008ء کے مقابلے میں 2009ء کے دوران معین سرمایہ کاری، جاری سرمایہ اور تجارتی مالکاری کے قرضوں کی نمو انتہائی کمزور رہی۔ مذکورہ تینوں زمروں میں سب سے بڑا حصہ جاری سرمائے کے قرضوں کا ہے لیکن سب سے زیادہ کمی اسی زمرے میں ہوئی ہے جو 2008ء کے 25.7 فیصد سے گر کر 2009ء کے دوران 9.9 فیصد ہو گئے جو معیشت میں نمایاں سست روی کی عکاسی کرتے ہیں۔

معیشت میں شرح ہائے سود کی ساخت بینکاری شعبے میں خطرہ قرض کا تعین کرنے والا ایک اور اہم عامل ہے۔ شرح سود میں تغیر پذیری خطرہ شرح سود کو متاثر کرنے کے علاوہ قرض گیری کی لاگت کو تبدیل کر دیتی ہے جس کا قرض گیروں میں رقوم واپس کرنے کی صلاحیت سے مضبوط تعلق ہوتا ہے۔ شکل 4.6 میں اسٹیٹ بینک کے ریپوریٹ سمیت تمام نمایاں شرح ہائے سود کے رجحانات کو دیا گیا ہے۔ ریپوریٹ کے ذریعے بہ وزن اوسط شرح قرض گاری (ڈبلیو اے ایل آر) اور ششماہی کابور سمیت شرح ہائے سود کی میعاد ساخت کا تعین ہوتا ہے۔ کابور کو قرضوں کی قیمتوں کے تعین کے لیے نشانہ کی حیثیت حاصل ہے۔ 2009ء کے آغاز میں زری پالیسی میں نرمی سے دو اہم پیش رفت دیکھنے میں آئی ہیں: (1) اولین وٹانوی بازار میں قرض گاری کی شرحوں میں کمی شروع ہو گئی اور (2) شرح سود میں تغیر پذیری جو نظام میں غیر یقینی صورتحال کی سنگینی میں اضافے کا باعث بنتی ہے، اس میں کمی آنا شروع ہو گئی۔ اگست 2009ء میں شرح سود کو ریڈور متعارف کرایا جانا شہینہ بازار زر ریپوریٹ کو مستحکم رکھنے میں مددگار ثابت ہوا ہے۔ چونکہ شرح سود کی سطح قرض گیری کی لاگت پر براہ راست اثر انداز ہوتی ہے اس لیے اس کی سطح میں کمی اور تغیر پذیری سے خطرہ قرض کا انتظام کرنے میں مدد ملتی ہے۔

جدول 4.4 میں قرض گیریوں کی اقسام کے لحاظ سے قرضوں کی تفصیلات دی گئی ہیں۔ جدول سے ظاہر ہوتا ہے کہ 2009ء کے دوران قرض گیریوں کے لحاظ سے حکومت کو بالادستی حاصل رہی ہے۔¹⁸ 2008ء میں حکومت کی کمرشل بینکوں سے قرض گیری میں 93.6 فیصد اضافہ ہوا تھا جبکہ 2009ء میں اجناس کی خریداری کے لیے قرض گیری

¹⁸ ترقی یافتہ ملکوں کے مالیاتی اقدامات کی طرح جہاں پر بیمار مالی اداروں کے لیے مالیاتی امداد کے پروگراموں کی وجہ سے حکومتوں کا خسارہ بلند ترین سطح پر پہنچ گیا ہے، پاکستان کو بھی یکسوں کی پست بنیاد، اضافی جاری اخراجات، بٹخت شعبوں کو بھاری زراعت کی فراہمی، دہشت گردی کے خلاف جنگ پر اخراجات کے باعث مالیاتی مشکلات کا سامنا ہے۔ مذکورہ عوامل کا نتیجہ حکومت کے بینکاری نظام سے قرض گیری پر انحصار کی صورت میں برآمد ہوا ہے۔

جدول 4.4: قرض گيروں کے لحاظ سے قرضوں کی درجہ بندی				
ارب روپے				
سال بسال نمونہ				
2009ء	2008ء	2009ء	2008ء	
121.6	93.6	333.4	150.5	حکومت
20.6	49.0	225.4	186.9	غیر مالی پبلیس ایز
-0.9	18.9	2,221.5	2,240.8	نئی شعبہ
-1.3	19.0	1,282.4	1,299.4	او/ڈیو ایو شیا سازی
-14.0	-8.9	411.5	478.3	تمام دیگر
ماخذ: شماریاتی ٹیلن، بینک دولت پاکستان				

میں دگنا اضافہ (2007ء کے مقابلے میں حکومت نے 2009ء میں چار گنا زیادہ قرضہ لیا ہے) دیکھنے میں آیا ہے۔ بینکاری کے مجموعی اعداد و شمار سے ظاہر ہوتا ہے کہ خام قرضوں میں حکومتی شعبے کے قرضوں کا حصہ 2008ء کے 11.1 فیصد سے بڑھ کر 2009ء میں 17.4 فیصد تک پہنچ گیا ہے۔ حکومتی قرضوں کے مسلسل بڑھنے کی وجوہات یہ ہیں: (1) اجناس کی خریداری کے لیے حکومتی قرضوں کی جزوی واپسی۔ ان قرضوں کی نوعیت عام طور پر از خود تصفیہ حساب کی ہوتی ہے (اور اس میں توانائی کے شعبے کی طرح گردش قرضوں کے بڑھنے کا کافی خطرہ پایا جاتا ہے) اور (2) اجناس کے نرخوں میں اضافے کے باعث بینکوں کے قرضے کی بڑھتی ہوئی طلب۔

توانائی کے شعبے میں کارپوریٹس کے مابین طوالت کا شکار گردش قرضوں¹⁹ کے مسئلے کے باوجود پیٹرولیم مصنوعات سے متعلق کچھ پی ایس ایز کو قرضوں کی کم واپسی 2009ء میں پی ایس ایز کے قرضوں میں خالص توسیع کو محدود کرنے کا باعث بنی جبکہ 2008ء کے دوران اس میں کافی اضافہ دیکھنے میں آیا تھا۔ 2008ء میں بعض پی ایس ایز کی جانب سے بینکوں سے جارحانہ قرض گیری اور مجوزہ حدود تک قرضے حاصل کرنے کے باعث 2009ء کی پہلی ششماہی میں ان کے قرضوں میں سست روی متوقع تھی۔ اس لیے کچھ بینک ان اداروں کو اضافی قرضے دینے سے ہچکچا رہے تھے۔ 2009ء میں دو نئی میعاد کی مالکاری وثیقہ جات (پی پی ٹی ایف سیز)²⁰ کے اجرا کے بعد پیٹرولیم مصنوعات کی کچھ پی ایس ایز نے بینکوں کے کچھ قرضوں کی چکنائی کی ہے تاہم انہوں نے اس کے فوراً بعد بینکوں سے دوبارہ قرضوں کے لیے رجوع کر لیا کیونکہ انہیں نئی قرض گیری کے لیے گنجائش مل گئی تھی۔ دوسری جانب 2009ء میں نئی شعبے کے قرضوں میں 0.9 فیصد کی خالص واپسی دیکھنے میں آئی ہے جبکہ 2008ء کے دوران اس میں 18.9 فیصد نمو ہوئی تھی۔

جدول 4.5: حجم کے لحاظ سے قرضوں کی تقسیم				
فیصد حصہ				
2009ء		2008ء		
حصہ	کھاتے	حصہ	کھاتے	قرضے کا حجم (ملین روپے میں)
0.1 تک	4.1	5.0	70.3	
1 تک	12.9	15.6	96.9	
10 تک	24.7	28.3	99.5	
10 سے زائد	75.3	71.7	0.5	
ماخذ: اسٹیٹ بینک کا حساب				

بدرتج معاشی بحالی کے دور میں قرض گیریوں اور اجزاء کے قرضوں کی درجہ بندی میں تبدیلی بینکوں کے انتظام خطر سے متعلق طرز فکر سے ہم آہنگ ہے اور اس سے خطرہ قرض کو کم کرنے کے لیے حکومت اور اس کے مضبوط اداروں سے کاروبار کرنے کو ترجیح دینے کی عکاسی ہوتی ہے۔ مذکورہ تبدیلیوں نے بینکاری نظام کے مجموعی قرضہ جزدان میں ارتکاز کے خطرے کو بڑھا دیا ہے۔

جدول 4.5: کھاتے کے حجم کے لحاظ سے قرضوں کی تقسیم کو ظاہر کرتی ہے۔ اعداد و شمار سے ظاہر ہوتا ہے کہ 2009ء کے آخر میں 10 ملین روپے اور اس سے زائد کا قرضہ لینے والے قرض گیریوں کی مجموعی تعداد صرف 0.6 فیصد ہے جبکہ واجب الادا قرضوں میں ان کا حصہ 75.3 فیصد بنتا ہے جو 2008ء میں 71.7 فیصد تھا۔ اس زمرے کے لیے قرضے کا اوسط حجم 2008ء کے 77.6 ملین روپے سے بڑھ کر 2009ء میں 87.1 ملین روپے ہو گیا ہے۔ دوسری جانب بینکاری نظام میں ایک ملین یا اس سے کم قرضہ لینے والے 96.3 فیصد قرض گیریوں کے مجموعی قرضوں کا حصہ صرف 12.9 فیصد بنتا ہے۔ اس سے واجب الادا قرضوں کے چند بڑے قرض گیریوں میں ارتکاز کی بلند سطح کی عکاسی ہوتی ہے اور اس میں بینکاری نظام کو سنگین نظمی خطرات سے دوچار کرنے کی صلاحیت موجود ہے کیونکہ پوری صنعت کے بینکوں نے ایسے صارفین کو کریڈٹ لائسنز فراہم کر رکھی ہیں۔

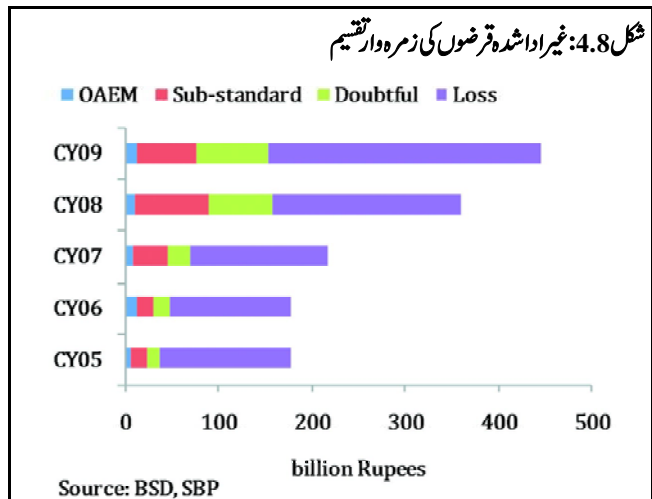
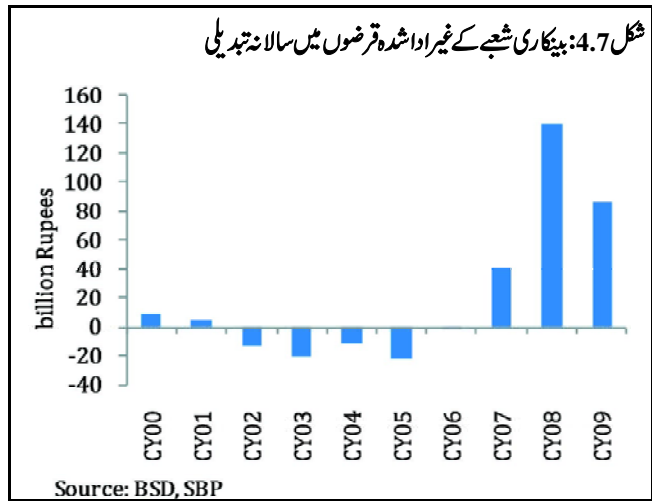
نئی شعبے کے قرضوں کی جزوار تقسیم سے بھی خطرہ قرض کے ارتکاز کی نشاندہی ہوتی ہے کیونکہ صرف ٹیکسٹائل شعبے کو دیے گئے قرضے بینکوں کے قرضہ جزدان کا 20 فیصد

¹⁹ کارپوریٹ کے مابین قرضہ ایسی صورتحال ہوتی ہے جب نقد قرضوں کی قلت کا شکار ایک کمپنی اپنے رسد کنندگان کو ادائیگیاں اس انداز میں روک دیتی ہے کہ رسد کنندگان اپنے قرض دہندہ کو ادائیگی روکنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔

²⁰ توانائی کے شعبے میں کارپوریٹ اداروں کے مابین قرضے کے مسئلے کو حل کرنے کے لیے حکومت نے 2009ء میں دوسرے مجموعی طور پر 165 ارب روپے مالیت کے دو پی پی ٹی ایف سیز (حکومتی ضمانت پر) جاری کیے: 80 ارب روپے کا پہلا پی پی ٹی ایف سی مارچ میں چیکوں کی جانب سے جاری کیا گیا اور 85 ارب روپے کا دوسرا پی پی ٹی ایف سی پاور ہولڈنگ کمپنی نے ستمبر میں جاری کیا۔ ان دونوں کے اجرا کا مقصد پبلک و پرائیویٹ انٹرپرائز پر بینکوں کے دعوے کے ایک حصے کو کم کرنا اور قرضہ تبدیل کے ذریعے کے واجبات کی حکومت کی منتہی ہے۔

جدول 4.6: شعبوں کے لحاظ سے انکیشن تناسب		
فیصد	2008ء	2009ء
کیپیٹل ودو سازی	7.7	6.7
زرعی کاروباری	8.9	8.9
ٹیکسٹائل	14.6	19.6
سینٹ	6.6	12.2
چینی	9.1	19.6
جوتے وچھڑے کے بلوسات	8.6	13.3
کاروبار برداری	7.5	16.6
مالی	5.4	12.6
بیمہ	0.0	0.1
الیکٹرانک و توانائی کی ترسیل	3.4	7.4
دیگر	8.6	10.6

ماخذ: شعبہ بینکاری نگرانی، بینک دولت پاکستان



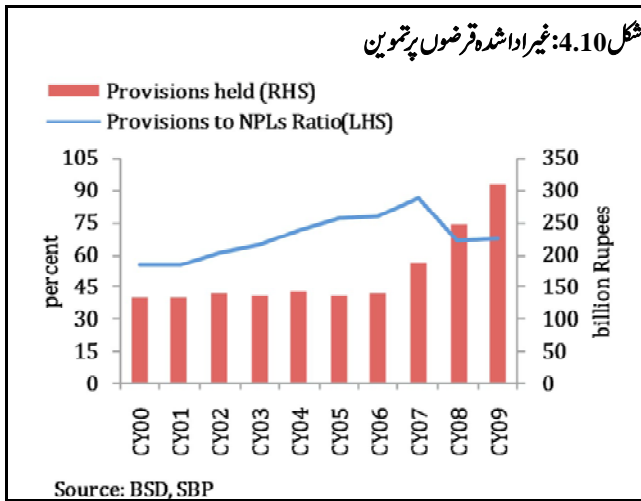
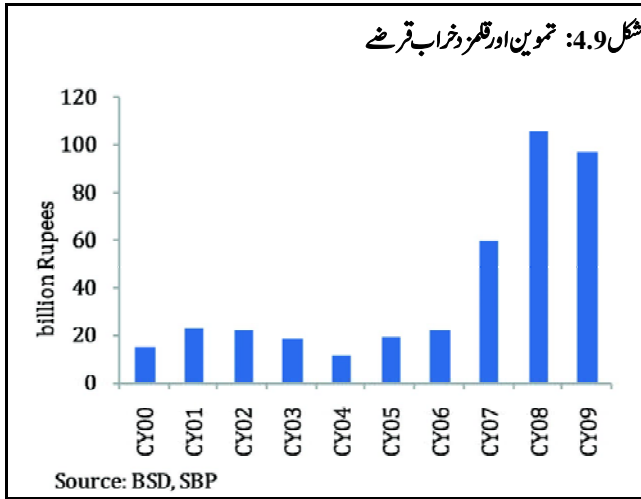
بنتے ہیں۔ جدول 4.6 میں ان قرضوں کے انکیشن تناسب کی بلند سطح کو دکھایا گیا ہے (اس پر ذیل میں تفصیلی بحث کی گئی ہے) اور بڑے قرض گیروں کی چھوٹی تعداد نے قرضے کے ارتکاز کے خطرے کو بڑھا دیا ہے۔

مقدار کے تجزیے اور بینکوں کے قرضہ جزدان کی مختلف درجہ بندیوں کے علاوہ کارکردگی کے لحاظ سے قرضوں کے معیار کی تفتیش بے حد ضروری ہے۔ بینکوں کی مالی کارکردگی ان کے قرضہ جزدان کی کارکردگی سے براہ راست متناسب ہوتی ہے جو ان کی آمدنی کا بنیادی ذریعہ ہے۔ 2009ء کے دوران غیر ادا شدہ قرضے 73 ارب روپے اضافے کے ساتھ بڑھ کر 432 ارب روپے ہو گئے (دیکھئے شکل 4.7)۔ تاہم یہ امر حوصلہ افزا ہے کہ 2008ء میں 141.3 ارب روپے کے اضافے کے بعد 2009ء میں ان کی شرح نمو 64.8 فیصد سے گر کر 24.2 فیصد پر آ گئی ہے۔ لیکن تین تخصیصی بینکوں (جن میں بیشتر کی ری اسٹرکچرنگ کے باعث قرض گاری کی سہولتیں معطل ہیں) اور ایک کمرشل بینک کے علاوہ غیر ادا شدہ قرضوں میں ہونے والا اضافہ پورے بینکاری نظام میں دیکھا گیا ہے۔

غیر ادا شدہ قرضوں کے معاشی سرگرمیوں سے مضبوط ربط کو مد نظر رکھتے ہوئے 2008ء سے ان میں ہونے والے اضافے کے ایک بڑے حصے کی نوعیت حقیقی، جی ڈی پی کی نمو میں سست روی کے باعث گردش ہے کیونکہ اس سے ان کی آمدنیوں پر منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں اور اوسط قرض گیر میں قرضہ واپس کرنے کی صلاحیت محدود ہو جاتی ہے۔ اسی طرح بتدریج معاشی بحالی نے بھی سال کے دوران غیر ادا شدہ قرضوں کی رفتار کو سست کرنے میں کردار ادا کیا ہے۔ غیر ادا شدہ قرضوں کی مختلف زمروں میں درجہ بندی سے بھی اس حقیقت کی توثیق ہوتی ہے کیونکہ 2008ء میں پہلے تین زمروں کا غیر ادا شدہ قرضوں کو بڑھانے میں 62.4 فیصد حصہ تھا جبکہ 2009ء میں ان کا حصہ گر کر 4.7 فیصد ہو گیا ہے۔ اس سے قطع نظر 2008ء میں ابتدائی زمروں میں جزوی طور پر شامل کیے گئے غیر ادا شدہ قرضے 2009ء میں اپنی عرصیت مکمل ہونے پر نقصان کے زمرے میں شامل ہو گئے جس کے نتیجے میں مجموعی غیر ادا شدہ قرضوں میں نقصان کے زمرے کا حصہ بڑھ گیا (دیکھئے شکل 4.8)۔ تاہم بینکوں نے تموین کے لیے قیمت فروخت لازم کی سہولت سے استفادہ کیا تھا، اس لیے تموین میں ہونے والا اضافہ اس زمرے میں شامل غیر ادا شدہ قرضوں کے

بہاؤ سے کم تھا جس سے نقصان کے زمرے کی تموین کے کو رج کا تناسب 2008ء کے 92.3 فیصد سے گر کر 2009ء میں 86.2 فیصد ہو گیا۔ تاہم، مجموعی بنیادوں پر تموین میں ہونے والا اضافہ غیر ادا شدہ قرضوں میں ہونے والے اضافے سے زیادہ ہے کیونکہ نقصان کے زمرے کے غیر ادا شدہ قرضوں کی نموبلند سطح پر رہی ہے۔²¹

جدول 4.7: غیر ادا شدہ قرضوں کی تقسیم			
فیصد، تعداد			
2009ء	2008ء	2007ء	
12.6	10.5	7.6	غیر ادا شدہ قرضوں اور کل قرضوں کا تناسب، فیصد
بینکوں کی تعداد			
18	15	13	اوسط سے کم
22	25	26	اوسط سے زیادہ
4	13	20	< 5.0
13	10	9	5 < 10
10	5	2	10 < 15
3	3	3	15 < 20
11	9	5	> 20.0
ماخذ: شعبہ بینکاری نگرانی، بینک دولت پاکستان			



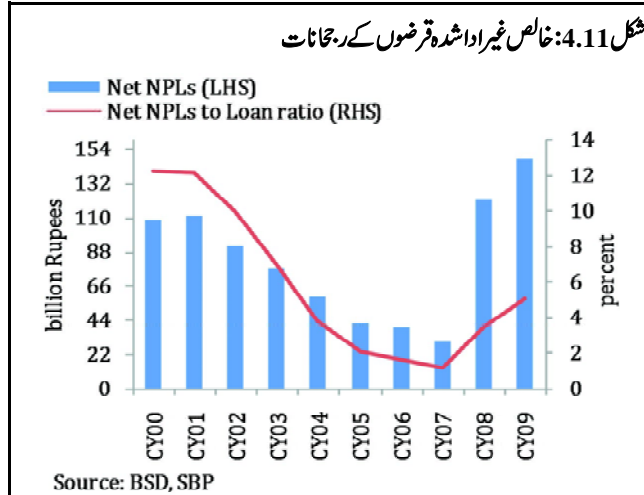
ہوئے توقع ہے کہ مستقبل میں تمویں کی ضروریات میں زیادہ اضافہ نہیں ہوگا۔ بینکوں کو چاہیے کہ وہ قرضوں کی واپسی کے امکانات کی کڑی نگرانی اور موجودہ درجہ بند قرضوں کی تشکیل نو کرتے ہوئے اپنے قرضہ جاتی جزدان کے معیار کو بہتر بنانے کی کوششیں تیز کریں (دیکھئے شکل 4.10)۔

اثاثہ جاتی معیار کا ایک اور اہم اظہار یہ خالص غیر ادا شدہ قرضوں کی رقم ہے جو 2008ء کے 121 ارب روپے سے بڑھ کر 2009ء میں 147 ارب روپے تک پہنچ گئی ہے

قرضہ جاتی جزدان کے تناسب کے لحاظ سے بھی غیر ادا شدہ قرضوں میں اضافہ ہوا ہے اور یہ 2008ء کے 10.5 فیصد سے بڑھ کر 2009ء میں 12.6 فیصد تک پہنچ گیا ہے۔ بینک وار معلومات سے پتہ چلتا ہے کہ اس اضافے میں بینکوں کی بڑی تعداد کا حصہ ہے۔²² اس تناسب کی بنیاد پر بینکوں کی تقسیم سے ظاہر ہوتا ہے کہ 2008ء میں 15 بینکوں کے مقابلے میں آخر 2009ء تک 18 بینکوں کے غیر ادا شدہ قرضوں اور قرضوں کا تناسب صنعت کے اوسط تناسب سے کم تھا۔ جدول 4.7 سے ظاہر ہوتا ہے کہ گزشتہ برس غیر ادا شدہ قرضوں اور قرضوں کا دو ہندسی تناسب رکھنے والے بینکوں کی تعداد 17 تھی جبکہ 2009ء میں ان کی تعداد بڑھ کر 24 ہو گئی جن میں سے 11 بینکوں کا تناسب 20 فیصد سے زائد ہے۔ اس اضافے کا ایک سبب سال کے دوران قرضہ جاتی کتاب میں توسیع نہ ہونا ہے جبکہ سست رفتاری کے باوجود غیر ادا شدہ قرضوں کے اشاک میں اضافے کا رجحان جاری رہا۔

غیر ادا شدہ قرضوں کے بڑھتے ہوئے حجم کا باعث بننے والے عوامل کے باوجود بلند انفیکشن تناسب نے بینکوں کی مجموعی مالی کارکردگی پر اثرات مرتب کیے ہیں۔ 2009ء کے دوران بینکوں نے قرضوں پر نقصانات کی مد میں 97 ارب روپے کے اخراجات کیے جو 2008ء میں ہونے والے 106.1 ارب روپے کے مقابلے میں کم ہے (دیکھئے شکل 4.9)۔ یہ معمولی تخفیف غیر ادا شدہ قرضوں کی نمو میں سست روی اور 2009ء میں دی جانے والی قیمت فروخت لازم کی سہولت سے ہم آہنگ ہے۔ تاہم ان اخراجات نے بینکوں کے منافع کو متاثر کیا ہے، خصوصاً جب واجب الادا غیر ادا شدہ قرضوں کی اکثریت (65.5 فیصد) کو نقصان کے زمرے میں شامل کیا گیا۔ اس سے قطع نظر، نئے غیر ادا شدہ قرضوں کے بہاؤ میں کمی سے نشاندہی ہوتی ہے کہ 2010ء میں تمویں کی ضروریات میں کمی ہوگی جس کے بینکوں پر مثبت اثرات مرتب ہوں گے۔ جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ 2009ء میں تمویں کے لیے مہیا کردہ رقوم غیر ادا شدہ قرضوں کا 69.9 فیصد ہیں جبکہ گزشتہ برس یہ 69.6 فیصد تھیں۔ بینکوں کی جانب سے اپنے اثاثہ جاتی جزدان میں توسیع کے لیے خطرے سے پاک سرمایہ کاریوں پر توجہ مرکوز کرنے کو مد نظر رکھتے

²² بینک وار تقسیم سے ظاہر ہوتا ہے کہ چھوٹے بینکوں کے لیے وہابی تناسب بلند اور بڑے بینکوں کے لیے پست ہے۔



(دیکھئے شکل 4.11)۔ اس کے نتیجے میں خالص غیر ادا شدہ قرضوں کے تناسب میں سال کے دوران بگاڑ دیکھنے میں آیا ہے جو گزشتہ برس کے 3.4 فیصد سے بڑھ کر 2009ء میں 5 فیصد تک پہنچ گیا۔

اثاثہ جاتی معیار کے تمام اظہاریوں میں کچھ بگاڑ اور ارتکاز کے خطرے کی شدت میں اضافے کو نمایاں طور پر دیکھا جاسکتا ہے۔ جزوار غیر ادا شدہ قرضوں کے جائزے سے ظاہر ہوتا ہے کہ تمام اجزاء کے قرضوں کے اثاثہ جاتی معیار میں اتاری دیکھنے میں آئی ہے (دیکھئے جدول 4.8)۔

مجموعی قرضوں میں 61.9 فیصد حصہ رکھنے والے کارپوریٹ شعبے کا انفیکشن تناسب گزشتہ برس کے 8.9 فیصد سے بڑھ کر 2009ء میں 12.6 فیصد ہو گیا ہے۔ اس کے نتیجے میں بینک کارپوریٹ شعبے کو قرضے دینے سے بچکا رہے ہیں اور اس کی عکاسی 2009ء کے دوران کارپوریٹ قرضوں میں ہونے والے صرف 2.5 فیصد اضافے سے ہوتی ہے۔ جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے معاشی سرگرمیوں میں عمومی ست روی کے باعث کارپوریٹ شعبے کی قرض واپس کرنے کی صلاحیت دباؤ کا شکار ہے جس کی عکاسی اس کے غیر ادا شدہ قرضوں میں 43.3 فیصد اضافے سے ہوتی ہے جو گزشتہ برس کے برعکس ہے جب کارپوریٹ شعبے کے غیر ادا شدہ قرضوں اور قرضوں کا تناسب مجموعی انفیکشن تناسب سے ٹخاں پر تھا۔ کارپوریٹ شعبے کے قرضہ جزدان میں اس بگاڑ کا اہم سبب ٹیکسٹائل شعبے کے قرضوں میں انفیکشن تناسب کی بلند سطح ہے اور اس سے ان بڑے حجم کے قرضوں کی کڑی نگرانی کی اہمیت اجاگر ہوتی ہے جو مجموعی قرضوں میں اپنے حجم کے باعث نظمی خطرے کا ممکنہ ذریعہ ثابت ہو سکتے ہیں۔

خصوصاً صارفین ماکاری کے قرضوں کا وبائی تناسب 2009ء کے دوران دگنا ہو گیا جس کی وجہ سے بینکوں نے اس کے انکشاف میں 19.1 فیصد کی کردی (دیکھئے جدول 4.9)۔ اس بگاڑ کی کئی

جدول 4.8: بینکاری شعبے کے غیر ادا شدہ قرضوں اور قرضوں کا جزوار تناسب

فیصد	2009ء	2008ء	2007ء	2006ء
کارپوریٹ	12.6	8.9	7.2	6.5
ایس ایم ای	22.1	15.8	9.4	8.8
زراعت	16.5	15.8	18.7	20.8
صارفین	12.2	6.9	4.4	2.2
اجناس کی ماکاری	1.1	1.4	1.0	0.6
مجموعی	12.6	10.5	7.6	6.9

ماخذ: شعبہ بینکاری نگرانی، بینک دولت پاکستان

جدول 4.9: غیر ادا شدہ قرضوں اور صارفین جز کا تناسب

فیصد	2009ء	2008ء	2007ء	2006ء
صارفین	12.2	6.9	4.4	2.2
کریڈٹ کارڈز	11.6	5.5	3.4	1.4
کار ماکاری	8.5	5.9	4.6	1.9
پائیدار اثاثا	9.9	7.8	9.8	9.8
رہن	15.5	7.4	5.4	1.8
ذاتی قرضے	12.4	7.8	4.1	2.7

ماخذ: شعبہ بینکاری نگرانی، بینک دولت پاکستان

وجوہات ہیں: کریڈٹ کارڈز کے غیر ادا شدہ قرضوں میں 62.3 فیصد اضافہ اور اس کی تقسیم میں 23 فیصد کی باعث اس کا وبائی تناسب دگنے سے بھی زائد ہو گیا۔ اسی طرح رہن ماکاری کے غیر ادا شدہ قرضوں میں 98.4 فیصد اضافہ دیکھنے میں آیا ہے۔ صارفین قرضوں میں رہن ماکاری قرضوں کے مجموعی طور پر 22.9 فیصد حصے کے باعث بینکوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ خطرہ قرض کے نظاموں کو مزید بہتر بنائیں۔

مختصر یہ کہ اثاثہ جاتی معیار کے اظہاریوں اور قرضہ جزدان کی درجہ بندی کا مختلف زاویوں سے تفصیلی جائزہ ظاہر کرتا ہے کہ قرضوں کے ارتکاز میں اضافہ ہو رہا ہے جس سے خطرہ قرض میں کمی آرہی ہے کیونکہ بینک اپنے اثاثوں کو قرضوں کے بجائے سرمایہ کاری کے لیے استعمال کرنے پر ترجیح دے رہے ہیں۔ سال کے دوران اثاثہ جاتی معیار کے اظہاریوں میں بگاڑ آیا ہے اور آخر 2009ء تک غیر ادا شدہ قرضوں کے اجزائے ترکیبی اضافی غیر ادا شدہ قرضوں کے بہاؤ کی پست سطح کو ظاہر کرتے ہیں جو ایک حوصلہ افزا پیش رفت ہے اور اس سے 2010ء کے لیے تمویں کو کم کرنے میں مدد ملے گی۔

ارتکاز کا خطرہ (1) چند بڑے قرض گیروں تک محدود ہونے (2) کارپوریٹ شعبے کا انکشاف بڑھنے (اور اس کے نتیجے میں ماکاری آپشنز کے تنوع میں کمی) اور (3)

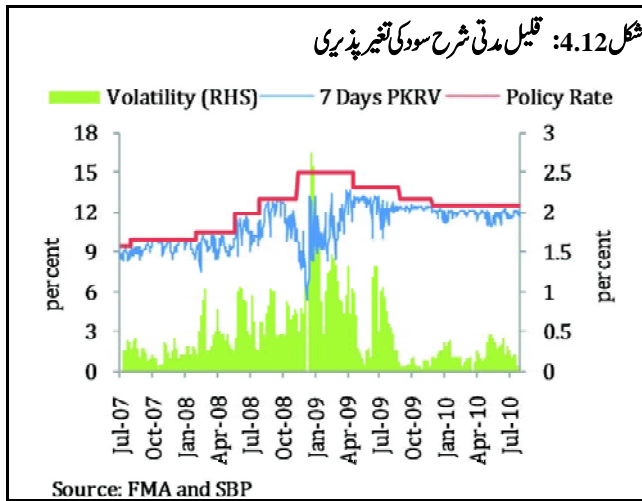
قرضوں کا شعبہ جاتی ارتکاز، جیسا کہ ٹیکسٹائل کے شعبے میں دیکھنے میں آیا ہے۔ ان کے بینکاری شعبے کے مجموعی خاکہ خطر پر خاصے اثرات مرتب ہو سکتے ہیں۔

4.3.2 خطرہ منڈی

2009ء کے دوران عالمی ملکی مالی منڈیوں میں قدرے استحکام کے باعث بینکوں کے لیے خطرہ منڈی کی سطح پست رہی ہے۔ اس سیکشن میں خطرہ منڈی کے تین اہم اجزاء کا تجزیہ کیا گیا ہے: خطرہ شرح سود، خطرہ مبادلہ اور خطرہ ایکویٹی نرخ۔

اسٹیٹ بینک نے 2009ء کے دوران اپنے زری موقف میں نرمی کی تھی جس نے بینکوں کے لیے خطرہ شرح سود پر مثبت اثرات مرتب کیے۔ اس کے علاوہ 2009ء میں سیالیت کی بہتر صورتحال اور شرح سود کی تغیر پذیری میں کمی نے بھی بازار زر و بازار مبادلہ دونوں کو مستحکم رکھنے میں مدد دی۔ اس طرح خطرہ شرح سود بیرونی رقوم کی بہتر آمد اور تسلیات زر کے بڑھنے کی وجہ سے پست سطح پر رہا۔ آخر میں سال کے دوران ایکویٹی کے نرخوں میں بھی بحالی ہوئی جس سے بینکوں کو اس مد میں کمی جانے والی سرمایہ کاری کی باز قدر پیمانی پر خاصا فائدہ ہوا۔

خطرہ شرح سود: پاکستان میں بینکوں کے لیے خطرہ منڈی کے عوامل میں سب سے زیادہ اہمیت کا حامل خطرہ شرح سود ہے کیونکہ تقریباً 71.3 فیصد سرمایہ کاری معین آمدنی کے حامل حکومتی تسمکات میں کی گئی ہے۔ واجبات کے لحاظ سے اگرچہ بینکوں کی 31.9 فیصد امانتیں معین امانتوں کے زمرے میں شامل ہیں لیکن ان امانتوں کی پی ایل ایس نوعیت کے باعث بینکوں کو ان کے فنڈز کی لاگت کے انتظام میں لچک حاصل ہو جاتی ہے۔



2009ء کے آغاز میں اسٹیٹ بینک کا پالیسی ڈسکاؤنٹ ریٹ اپنی بلند ترین سطح 15 فیصد پر تھا۔²³ سال کے دوران تین مواقع پر اس میں کمی کی گئی: پہلے اپریل میں 100 بیسس پوائنٹس پھر اگست میں مزید 100 بیسس پوائنٹس اور پھر نومبر میں 50 بیسس پوائنٹس کی کمی گئی۔ قلیل مدتی شرح ہائے سود میں کمی کے رجحان کے ساتھ ساتھ شرح سود کی تغیر پذیری میں بھی کمی آگئی۔ اس کی وجہ سے قلیل مدتی باز قدر پیمانی کی شرح کے ساتھ تغیر پذیری (7 روزہ معیاری انحراف پر مبنی) بڑھ گئی جسے شکل 4.12 میں دکھایا گیا ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ 2009ء کے آغاز میں تغیر پذیری کی سطح بلند تھی جو اس وقت مارکیٹ میں موجود غیر یقینی کیفیت اور سیالیت کے دباؤ کی نشاندہی کرتی ہے۔ تاہم اپریل

09ء کے اوائل میں تغیر پذیری کم ہوئی اور جون تا دسمبر 2009ء کے دوران 7 روزہ پی کے آرڈی 10.1 تا 12.9 فیصد کے درمیان رہا جبکہ یہ جنوری تا جون 8.3 تا 13.6 فیصد تھا۔ اس کے باوجود جون تا اگست 09ء کے دوران شرح سود میں تغیر پذیری کی ایک اور مدت آئی جس کے بعد شرح سود کو ریڈیو متعارف کرائے جانے کے باعث اس میں اتار چڑھاؤ بڑی حد تک محدود رہا۔²⁴

بینکوں کے خطرہ منڈی کی نشاندہی، پیمائش اور انتظام میں شرح ہائے سود کے تجزیے کو بے حد اہمیت حاصل ہے۔ خطرہ قرض کے تعین میں اس کے کردار کے علاوہ شرح ہائے سود میں تبدیلیوں کا بینکوں کے سرمایہ کاری جزدان پر براہ راست اثر پڑتا ہے جس میں 2009ء کے دوران خاصا اضافہ ہوا ہے اور مجموعی اثاثوں میں اس کا حصہ 26.7 فیصد ہو گیا ہے جو 2008ء میں 19.2 فیصد تھا۔ سرمایہ کاری جزدان کی مزید تقسیم سے ظاہر ہوتا ہے کہ مجموعی سرمایہ کاریوں میں سے 71.3 فیصد حکومت کی معین آمدنی کے تسمکات میں کی گئی ہیں جس کے بعد 16.9 فیصد ڈی ایف سیز، سرٹیفکیٹس اور کارپوریٹ بانڈز میں اور 3.4 مکمل طور پر ادا شدہ عام حصص میں کی گئیں۔

قلیل مدتی شرح ہائے سود کو متاثر کرنے کے علاوہ پالیسی ریٹ میں کمی نے حکومتی تسمکات پر ثانوی بازار کی یافت کو بھی متاثر کیا۔ 2009ء کی پہلی ششماہی کے دوران تمام

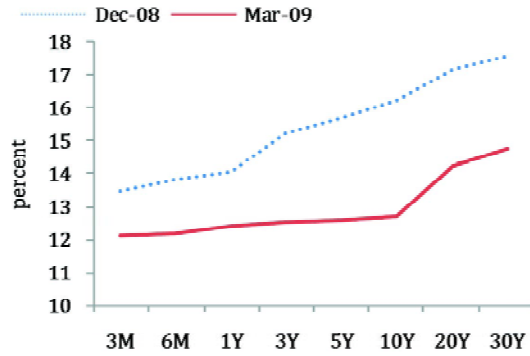
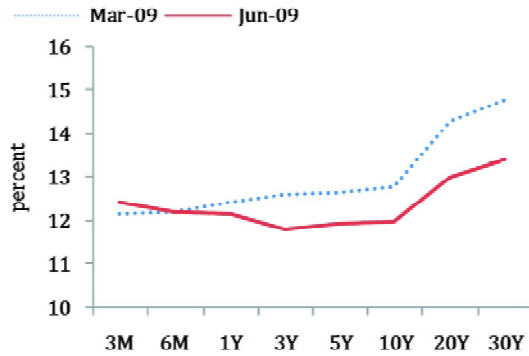
²³ 13 نومبر 2008ء میں ڈسکاؤنٹ ریٹ کو بڑھا کر 15 فیصد کر دیا گیا تھا۔ یہ 4 مارچ 1999ء سے پالیسی ریٹ کی بلند ترین سطح ہے۔ اس وقت پالیسی ریٹ بڑھا کر 15.5 فیصد کر دیا گیا تھا۔ گزشتہ 50 برسوں میں سب سے بلند ترین ڈسکاؤنٹ ریٹ 20 فیصد تھا جو نومبر 1996ء میں کیا گیا۔

²⁴ تفصیلات ایف ایس آر کے اس شمارے کے باب 7، مالی منڈیوں کے استحکام کا جائزہ میں ملاحظہ فرمائیں۔

شکل 4.13: ثانوی بازار کی یافتیں

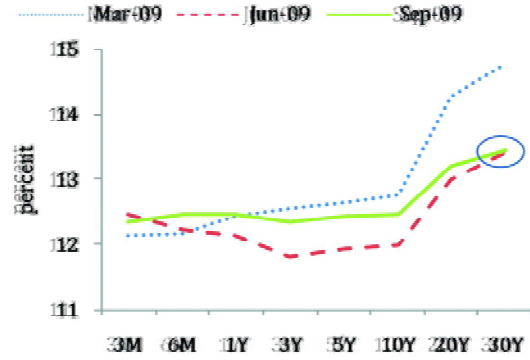
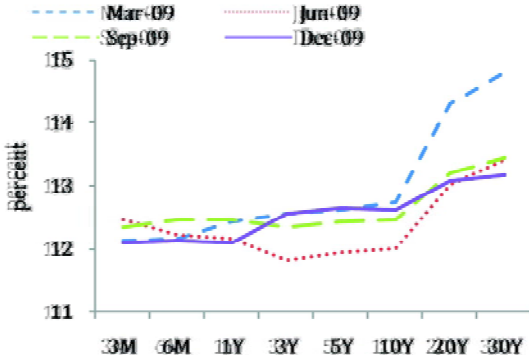
شکل 4.13 الف:

شکل 4.13 ب:

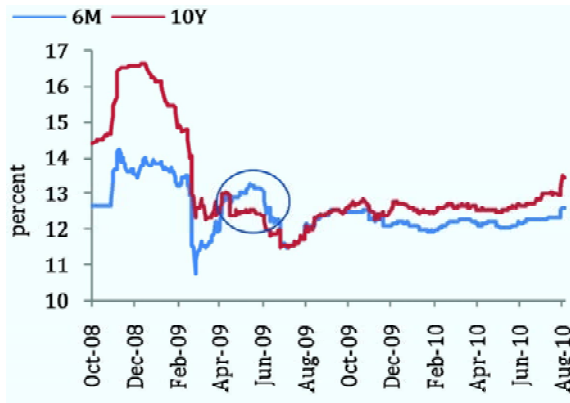


شکل 4.13 ج:

شکل 4.13 د:



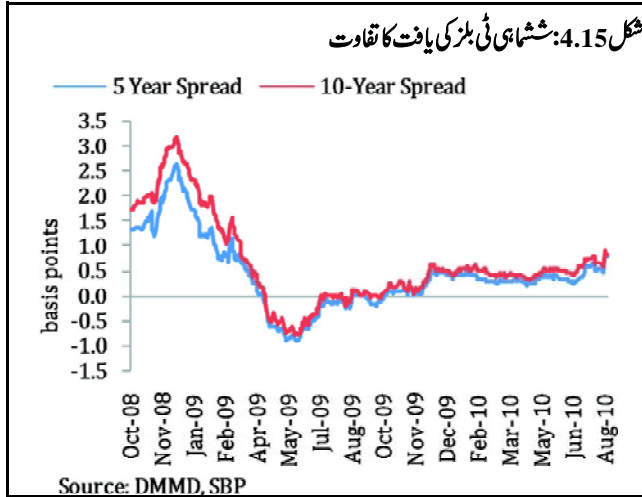
شکل 4.14: پی کے آر وی



Source: FMA and SBP

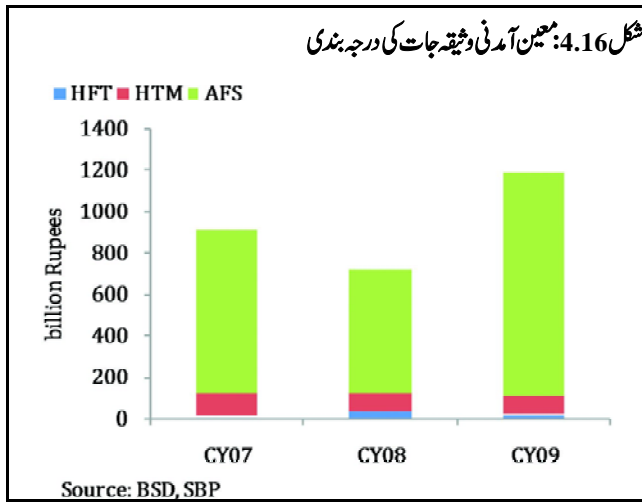
اقسام کے حکومتی تمسکات کی یافتوں میں کمی آئی ہے جیسا کہ شکل 4.13 (الف) اور (ب) میں دکھایا گیا ہے کہ خط یافت کا چھکاؤ نیچے کی طرف ہے۔ تاہم خط یافت میں تبدیلی متوازی نہیں تھی۔ پہلی سہ ماہی کے دوران 10 سال کی مدتوں کے لیے یہ سپاٹ رہا اور اس کے بعد یہ اوپر اٹھنا شروع ہو گیا۔ تاہم دوسری سہ ماہی میں اس کی شکل U جیسی ہو گئی۔ اس وقت ڈسکاؤنٹ ریٹ میں 100 پیسے پوائنٹس کی کمی گئی اور گرانی کی توقعات (جو طویل مدتی شرح ہائے سود کے معیادی پریمیم کی وضاحت کرتی ہیں) میں تبدیلی آنا شروع ہو گئی۔ اس طرح قلیل مدتی تمسکات کی طلب پست تھی جس نے ان کی یافت کو بڑھا دیا اور خصوصاً سات سالہ پی آئی بیز جیسے وسط مدتی تمسکات کی طلب بڑھ گئی۔

خط یافت میں ہونے والی توسیع کی تصدیق اس حقیقت سے بھی ہوتی ہے کہ آخر اپریل 09ء تا آخر اگست 09ء کے دوران باز قدر پیمائی کے قلیل مدتی نرخ (ششماہی پی کے آر وی) طویل مدتی نرخوں (10 سالہ پی کے آر وی) اور طویل مدتی شرح ہائے سود سے بلند سطح پر رہے ہیں (شکل 4.14)۔ ششماہی سیکورٹی بلز کے مقابلے میں 5 سالہ اور 10 سالہ بانڈز کا منفی تفاوت شکل 4.15 میں دیا گیا ہے جو اس حقیقت کی عکاسی کرتا ہے۔ تاہم 2009ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران 30 سالہ بانڈز کے علاوہ تمام مدتوں کے خط یافت کا رجحان اوپر کی جانب رہا اور وہ اپنی U جیسی شکل سے محروم ہوتے ہوئے سہ ماہی تا 10 سالہ میعادوں کے لیے چپٹا ہو گیا (شکل 4.13 ج)۔ آخر 2009ء تک خط یافت نے زیادہ اوپر کی جانب ڈھلوانی شکل اختیار کر لی جبکہ اس کے ساتھ مختلف مدتوں کے لیے میعاد پریمیم کچھ حقیقت پسندانہ ہو گیا۔ شکل 4.13 د سے ظاہر ہوتا



ہے کہ آخر 2009ء پر سہ ماہی تا 1 سالہ تمسکات پر یافت کی سطح پست تھی جبکہ وسط مدتی بانڈز کی یافت میں اضافہ دیکھا گیا اور 10 سال سے زائد میعاد کی زیادہ سے زیادہ یافت دیکھنے میں آئی ہے۔ یہ ایک بار پھر گرانی کے دباؤ کے دوبارہ نمودار ہونے اور اسٹیٹ بینک کے پالیسی موقف کی مراجعت کی توقع کے باعث گرانی کی توقعات میں تبدیلی کی عکاسی کرتا ہے۔

شرح ہائے سود میں تبدیلیاں باز قدر پیمانی کے خطرے کا ایک ذریعہ ہیں جبکہ خط یافت میں تبدیلی کے ساتھ اس کی ڈھلوان کے عمودی ہونے سے خطرہ خط یافت پیدا ہوتا ہے۔ بینکوں کی مالی کارکردگی پر ان خطرات کے اثر کا انحصار ان کی معین آمدنی کے تمسکات میں سرمایہ کاریوں کی نوعیت پر ہوتا ہے۔ سرمایہ کاری جز دان کے اجزائے ترکیبی سے ظاہر ہوتا ہے کہ معین آمدنی حکومتی تمسکات (ٹی بلز و پی آئی بیز) کا مجموعی سرمایہ کاریوں میں حصہ 2008ء کے 66.3 فیصد سے بڑھ کر 2009ء میں 71.3 فیصد ہو گیا ہے۔ ان تمسکات کی درجہ بندی²⁵ (شکل 4.16) سے نشاندہی ہوتی ہے کہ 2009ء میں ان تمسکات میں سے 91.2 فیصد کی درجہ بندی دستیاب برائے فروخت میں کی گئی ہے اور 2008ء میں یہ 84.2 فیصد تھیں جبکہ محفوظ برائے تجارت تمسکات کا حصہ 2008ء کے 4.3 سے گر کر 2009ء میں 1.4 فیصد ہو گیا ہے۔

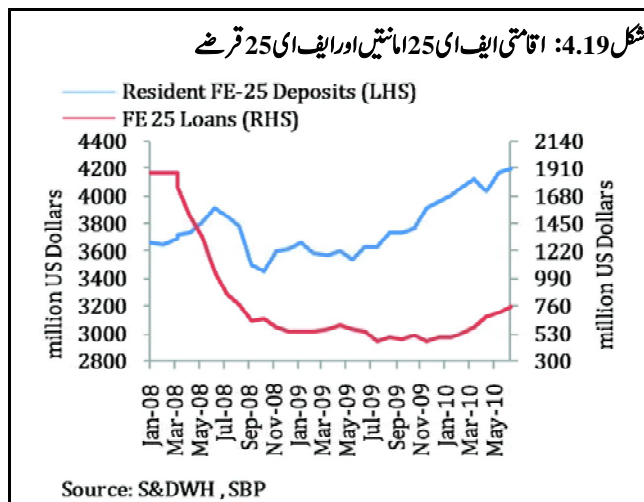
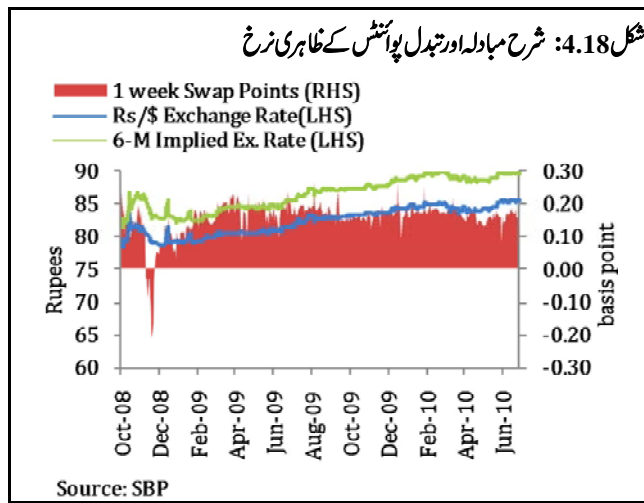
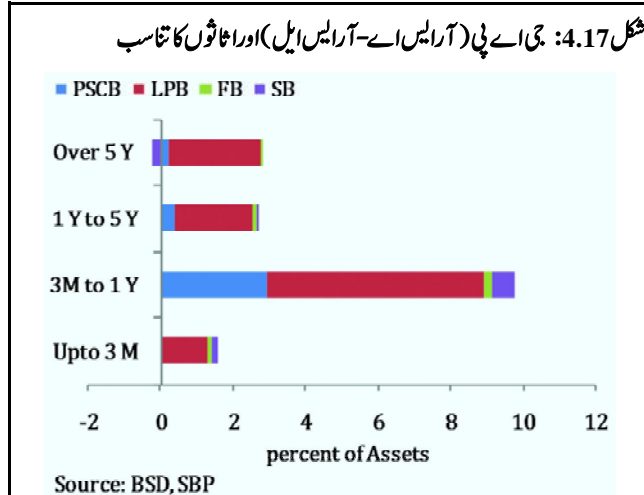


اس درجہ بندی سے پتہ چلتا ہے کہ بینکوں کی آمدنی کے گوشوارے پر تمسکات میں کسی بھی قسم کی باز قدر پیمانی کا اثر 2009ء میں کم از کم سطح پر تھا کیونکہ محفوظ برائے تجارت کے زمرے میں سرمایہ کاریوں کے ایک بہت مختصر حصے کو شامل کیا گیا ہے۔ دوسری جانب تمسکات کی دستیاب برائے فروخت میں درجہ بندی کی باز قدر پیمانی کے اثر کو تمسکات کے باز قدر پیمانی کھاتے کے فاضل خسارے میں رکھا جاتا ہے، جسے بینک کے سرمایہ پر چارج کیا جاتا ہے۔ شرح سود کے موافق ماحول کو مد نظر رکھتے ہوئے حکومتی تمسکات میں سرمایہ کاریوں پر باز قدر پیمانی کا خسارہ 2009ء میں کم ہو کر 5.3 ارب روپے ہو گیا جو 2008ء میں 18.8 ارب روپے تھا۔ اس طرح حکومتی تمسکات میں بینکوں کی بھاری سرمایہ کاریوں پر باز قدر پیمانی کے خطرے کا عنصر زری نری کے دور میں کافی کم رہا۔

سرمایہ کاریوں کی درجہ بندیوں سے باز قدر پیمانی کے فاضل خسارے کی وسعت کو سمجھنے میں مدد ملتی ہے جبکہ شرح ہائے سود میں تبدیلیوں کے بینکوں کی مالی پوزیشن پر مجموعی اثرات کا انحصار نرخ حساس اثاثہ جات اور نرخ حساس واجبات کے درمیان فرق پر ہوتا ہے۔ گرتی ہوئی شرح سود کے ماحول میں مثبت فرق بینکاری شعبے کے لیے ایک مضرب پیش رفت ہوتی ہے کیونکہ بینکوں کے نرخ حساس اثاثے (جن کے نرخوں کا دوبارہ تعین پست شرح ہائے سود پر کیا جاتا ہے) عام طور پر نرخ حساس واجبات کے مقابلے میں زیادہ ہوتے ہیں۔ بینکوں میں معین عرصیت کے اثاثوں کی طلبی واجبات سے فنڈنگ کے رجحان کے باعث موجودہ فرق ناگزیر ہوتا ہے۔ تجربے سے پتہ چلتا ہے کہ مجموعی اثاثوں کے 10 فیصد (کم یا زیادہ) کی حد میں فرق کو بینکاری شعبے کے لیے نازل سمجھا جاتا ہے۔ تمام زمروں کے لیے بینکاری شعبے کے فرق کی پوزیشن مجموعی اثاثوں کے 10 فیصد (کم یا زیادہ) فیصد کی نازل حد میں ہے (شکل 4.17)۔ بینک مجموعی طور پر نرخوں کے دوبارہ تعین کا بہتر انتظام کر رہے ہیں۔

خطرہ شرح مبادلہ: خطرہ منڈی کا ایک اور اہم جز خطرہ شرح مبادلہ ہوتا ہے جو شرح مبادلہ میں تبدیلیوں کے باعث بینکوں کے بیرونی کرنسی اثاثوں اور واجبات کی قدر

²⁵ بی ایس ڈی سرکرنمبر 11، بتاریخ 4 اگست 2004ء۔



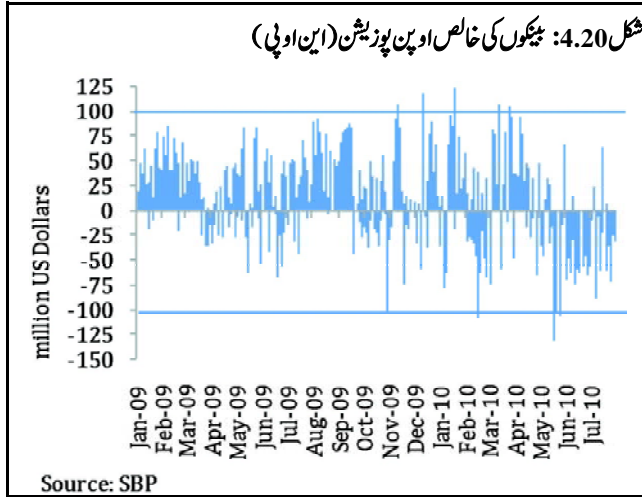
میں تبدیلی سے پیدا ہوتا ہے۔ جاری کھاتے کے توازن میں بگاڑ کی وجہ سے 2006ء سے امریکی ڈالر کے مقابلے میں پاکستانی روپے کی قدر مسلسل گر رہی ہے۔ اس کی قدر میں تخفیف کی رفتار میں 2008ء میں تیزی آئی تھی جس کی عکاسی شرح مبادلہ اور تبدل پوائنٹس کے رجحانات سے ہوتی ہے (شکل 4.18)۔ ماہانہ اوسط شرح سود سے نشاندہی ہوتی ہے کہ 2008ء کے دوران امریکی ڈالر کے مقابلے میں پاکستانی روپے کی قدر میں 21.9 فیصد تخفیف ہوئی ہے۔ مختصر مدت میں روپے کی قدر میں مسلسل کمی کے بعد اس میں استحکام آئی ایم ایف سے طے پانے والے ایس بی اے کے باعث آیا، جس سے زرمبادلہ کے ذخائر میں ہونے والی کمی اور ادائیگیوں کے توازن کے متعلق بڑھتے ہوئے خدشات کو دور کرنے میں مدد ملی تھی۔ اس کے بعد 2009ء کے دوران پاکستانی روپے/امریکی ڈالر کی مساوات قدر سے مستحکم رہی اور پاکستانی روپے کی قدر میں صرف 6.1 فیصد کمی ہوئی (دیکھئے شکل 4.18)۔ آئی ایم ایف سے طے پانے والے اسٹینڈ بائی آرٹیکل کے علاوہ استحکام کی دیگر وجوہات میں ترسیلات زر کی شکل میں زرمبادلہ کی مسلسل آمد، جاری کھاتے کے توازن میں بہتری اور غیر رسمی ذرائع، زرمبادلہ کے ڈیلرز سے بیرونی کرنسی وغیرہ سے زرمبادلہ کے حصول کی کوششوں میں تیزی شامل ہیں۔

شرح مبادلہ میں تبدیلیوں کے علاوہ خطرہ کرنسی کا دار و مدار بینکاری شعبے کے بیرونی کرنسی اثاثوں اور واجبات کی رقوم پر ہوتا ہے۔ اثاثہ جات کے لحاظ سے ایف ای 25 امانتوں کے بیرونی کرنسی کھاتوں میں 2008ء کی دوسری سہ ماہی کے بعد سے لے کر آخر نومبر 2009ء تک مسلسل کمی دیکھنے میں آئی ہے۔ مجموعی طور پر 2009ء کے دوران ایف ای 25 قرضوں میں 20.2 فیصد کمی ہوئی جبکہ 2008ء میں 68.5 فیصد کمی ہوئی تھی (شکل 4.19)۔ خصوصاً بیرونی کرنسی کے قرضے آخر دسمبر 09ء تک مجموعی قرضوں کا صرف 2.7 فیصد تھے جس سے نشاندہی ہوتی ہے کہ بینکاری شعبے کا بیرونی کرنسی کے قرضوں میں زیادہ اکتشاف نہیں ہے۔

بیرونی کرنسی کھاتے اور بیرونی کرنسی میں قرض گیری واجبات کے دو اہم جز ہیں۔ امانتوں میں کرنسی کے اجزائے ترکیبی سے ظاہر ہوتا ہے کہ بینکاری شعبے کی مجموعی امانتوں میں بیرونی کرنسی کی

امانتوں (روپے میں قدر) کا حصہ آخر 2009ء میں 14.7 فیصد تھا جبکہ 2008ء میں یہ 15.3 فیصد رہا تھا۔ ایف ای 25 امانتوں میں اضافے کا عمل 2009ء کی دوسری سہ ماہی میں شروع ہوا تھا اور سال کے دوران اس میں 8.8 فیصد اضافہ ہوا جبکہ 2008ء میں اس میں 1.4 فیصد کمی ہوئی تھی (شکل 4.19)۔

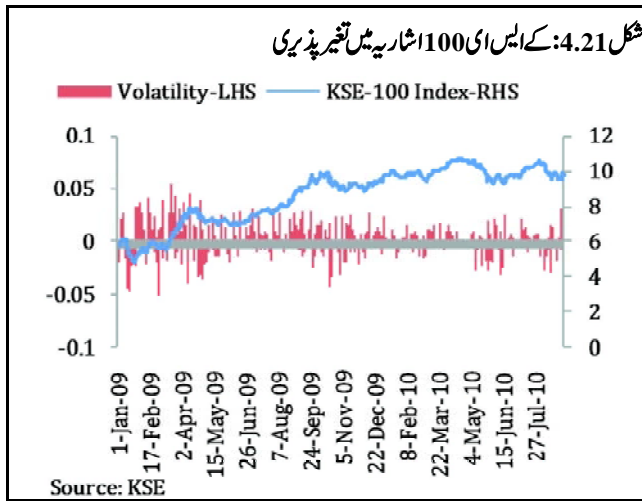
واجبات کا ایک جز جو خطرہ کرنسی میں ممکنہ اضافے کا باعث بن سکتا ہے وہ بیرونی کرنسی میں بینکوں کی قرض گیری ہے۔ قرض گیری میں کرنسی کے اجزائے ترکیبی سے



نشاندہی ہوتی ہے کہ مجموعی قرض گیری میں بیرونی کرنسی کے قرضوں کا حصہ آخر 2009ء تک صرف 3.1 فیصد تھا جو 2008ء میں 7.8 فیصد کی بلند سطح پر تھا۔ بیرونی کرنسی میں بینکوں کی قرض گیری کی مقدار میں کمی خطرہ کرنسی کو کم کرنے کے حوالے سے ایک خوش آئند پیش رفت ہے۔

بیرونی کرنسی کے اثاثوں اور واجبات پر بحث سے بینکوں کے بیرونی کرنسی خطرات میں خام اکتشاف کے متعلق معلومات حاصل ہوتی ہیں جبکہ ایک اور مفید اظہار یہ یا بینکوں کا بیرونی کرنسی اکتشاف خالص اوپن پوزیشن (این او پی) ہے جس میں بیرونی کرنسی کے اثاثوں اور واجبات کے بیلنس شیٹ سے الگ اور بیلنس شیٹ میں موجود فرق کو

شامل کیا جاتا ہے۔ این او پی جو کہ بیرونی کرنسی میں کسی بینک کی خالص بیلنس شیٹ کا اکتشاف ہوتا ہے اور اسے اس لیے استعمال کیا جاتا ہے کیونکہ بیرونی کرنسی کے واجبات پر اضافے (نقصانات) کے ایک حصے کی قدرتی طور پر نقصانات (اضافے) سے پیش بندی کی جاتی ہے۔ 2008ء کی طرح 2009ء میں بھی بینکوں کے این او پی میں زیادہ اتار چڑھاؤ (2009ء میں معیاری انحراف 35.8 فیصد جبکہ 2008ء میں 31.5 فیصد تھا) دیکھنے میں آیا ہے۔ تاہم آخر 2009ء تک 26 چند معمولی تو قعات کو محدود رکھتے ہوئے بینکوں کا این او پی سال کے دوران 100 ملین (کم یا زیادہ) امریکی ڈالر کی قابل قبول حد میں رہا ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ بینکاری کی صنعت اوسطاً مثبت این او پی برقرار رکھتے ہوئے خطرہ شرح مبادلہ کا بہتر انتظام کرنے میں کامیاب رہی ہے (شکل 4.20)۔ حساسیت کے تجزیے (سکشن 6.4.3 میں زیر بحث) سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ قدر میں 25 فیصد تخفیف سے بینکاری شعبے کی شرح کفایت سرمایہ میں 70 بی پی ایس بہتری کا امکان ہے جبکہ قدر میں 25 فیصد اضافے سے صرف 10 بی پی ایس کی کمی ہوگی۔²⁷



خطرہ ایکویٹی نرغ: خطرہ منڈی کا تیسرا اہم ذریعہ خطرہ ایکویٹی نرغ ہے جسے حصص پر ضمانت شدہ بینکوں کے قرضوں کی مقدار کے بالواسطہ اکتشاف کے علاوہ بینکوں کی ایکویٹی منڈی میں سرمایہ کاریوں اور ایکویٹی کے نرغوں میں مضرت حرکت پذیری سے اخذ کیا جاتا ہے۔ اگر ہم ماضی پر نظر ڈالیں تو 2008ء کے ایس ای 100 اشاریہ کے لیے خاصا اہم تھا کیونکہ اس سال یہ تاریخ کی بلند ترین سطح 15,676 پوائنٹس پر پہنچنے میں کامیاب رہا تھا جس کے بعد چند مہینوں کے دوران اس کی قدر میں 40 فیصد تک کمی واقع ہو گئی۔ اس کا نتیجہ اشاریہ پر فلور کے نفاذ کی صورت میں برآمد ہوا اور جب دسمبر 08 میں فلور ہٹایا گیا تو اشاریہ کی قدر میں مزید 48 فیصد کمی واقع ہو گئی۔ اس کے مقابلے میں 2009ء

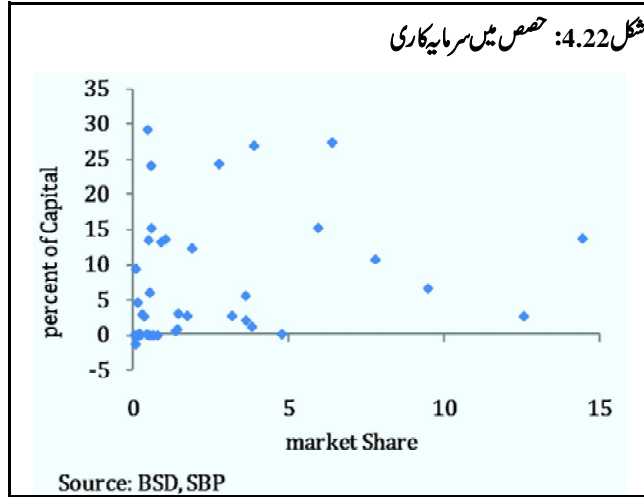
کے دوران اشاریہ میں استحکام رہا اور فنی رجحان برقرار رکھتے ہوئے اس کی قدر میں 60.1 فیصد تک اضافہ ہوا (شکل 4.21)۔

2009ء کے دوران حصص میں بینکوں کی سرمایہ کاریوں میں 58.9 ارب روپے کا اضافہ ہوا جو گزشتہ برس کے مقابلے میں 19 فیصد نمو کی عکاسی کرتا ہے۔ تاہم، مجموعی سرمایہ کاریوں کے فیصد کے لحاظ سے حصص میں سرمایہ کاری 2009ء میں صرف 3.4 فیصد جبکہ 2008ء میں 4.4 فیصد رہی۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ اسٹیٹ بینک کے محتاطیہ ضوابط کے باعث بینک حصص میں اپنی ایکویٹی کے 20 فیصد کے مساوی سرمایہ کاری کر سکتے ہیں۔²⁸ ایکویٹی سرمایہ کاریوں میں ان کے حصے میں کمی بینکوں کی

²⁶ آخر دسمبر 09ء تک تیل کی ادائیگیوں کی بین الاقوامی منڈی کو مکمل متعلق نے کرنل بینکوں کی خالص اوپن پوزیشن (این او پی) پر کچھ باؤ ڈالا۔ نتیجتاً مالی سال 10ء کے بیشتر مہینوں میں بینکوں نے روپے کی قدر میں مسلسل کمی کے باوجود بیرونی کرنسی کے اثاثوں میں خالص مختصر پوزیشن برقرار رکھی۔

²⁷ مثبت این او پی کی صورت میں بینکوں کو مقامی کرنسی کی قدر کرنے سے فائدہ ہوتا ہے کیونکہ بیرونی کرنسی کے واجبات ان کے اثاثوں کے مقابلے میں زیادہ ہیں۔

²⁸ ضوابط آ-6، محتاطیہ ضوابط برائے کارپوریٹ کرنل بینکاری، بینک دولت پاکستان۔



اپنے سرمایہ کاری جزدان کو دوبارہ متوازن بنانے کے لیے پرکشش اور خطرے سے پاک حکومتی تسمکات میں سرمایہ کاری کو ترجیح دینے کی عکاسی کرتی ہے۔ بینک وار معلومات سے نشاندہی ہوتی ہے کہ اثاثوں میں 61.3 فیصد حصہ رکھنے والے 14 کمرشل بینکوں کی حصص میں سرمایہ کاری صنعت کی 3.4 فیصد اوسط سے زیادہ ہے (شکل 4.22)۔ اوسطاً ان بینکوں کی مجموعی سرمایہ کاریوں میں حصص کا حصہ 15.1 فیصد ہے۔

تجزیے سے نشاندہی ہوتی ہے کہ بینکاری نظام کا ایکویٹی میں مجموعی اکتشاف ان میں خطرات مول لینے کی گنجائش اور محتاطیہ ضوابط میں دی گئی مجوزہ سطح کے مقابلے میں کافی حد تک قابو میں ہے۔ حساسیت کے تجزیے سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ ایکویٹی کی قیمتوں میں 30 فیصد اور 50 فیصد کمی سے بینکاری شعبے کی کفایت سرمایہ میں بالترتیب صرف 11 بی پی ایس اور 24 بی پی ایس تک اثر پڑے گا۔

4.3.3 آپریشنل خطرہ

اگرچہ آپریشنل خطرے کا شمار بینکاری صنعت کو درپیش اہم خطرات میں ہوتا ہے لیکن مالی استحکام کو دشوار جغرافیائی و سیاسی ماحول، کارپوریٹ نظم و نسق کے مسائل اور باہم منسلک مالی منڈیوں سے پیدا ہونے والی کمزوریوں سے درپیش نئے خطرات کے باعث اس کی اہمیت میں اضافہ ہو رہا ہے۔²⁹ بازل کمیٹی برائے بینکاری نگرانی (بی سی بی ایس) کی جانب سے آپریشنل خطرے کی تعریف یوں کی گئی ہے: ایسا خطرہ جو غیر مناسب یا نامناسب اندرونی عمل، افراد اور نظاموں یا بیرونی حالات کے باعث بلا واسطہ یا بالواسطہ نقصان پر متبہ ہو اور اس میں قانونی خطرہ بھی شامل ہوتا ہے۔³⁰ آپریشنل خطرے پر کمپنیل چارج کو کم از کم رکھنے کے لیے اسٹریٹجک اور سماجی کے خطرات کو اس تعریف میں شامل نہیں کیا گیا۔ آپریشنل خطرے کی پیمائش کے لحاظ سے صنعت میں ہونے والی پیش رفت کو مد نظر رکھتے ہوئے کمیٹی آگاہ ہے کہ اس کی عام پیمائش اور ماڈلنگ ابتدائی مراحل میں ہے۔ بینکاری کے لیے کمیٹی نے آپریشنل نقصانات کے متعلق مزید تفصیلات فراہم کی ہیں، پیمائش میں آسانی کے لیے نقصان کی اقسام کے لحاظ سے۔ انہیں جدول 4.10 میں دیا گیا ہے۔

جدول 4.10: کاروباری لائسنز، نقصان کی اقسام اور اکتشاف کے مجوزہ اظہارے						
کاروباری پیش	سطح اول کاروباری لائسنز	اثاثوں کی قدر میں کمی	چارہ جوئی کا نقصان	مطلوبی	قانونی واجبات	ضوابط و عملدرآمد (بشمول محصول کاری)
بینکاری	خرید بینکاری	سودوں کا حجم	سودوں کا حجم	سودوں کا حجم	سودوں کا حجم اور تنخواہوں کی قدر	سودوں کی تعداد
	کمرشل بینکاری	ایضاً	ایضاً	ایضاً	ایضاً	ایضاً
	ادائیگی و پیمائشی	ایضاً	ایضاً	ایضاً	سودوں کا حجم (صارف کے واجبات)	ایضاً
	انجینی خدمات	زیر تحویل اثاثوں کا حجم	زیر تحویل اثاثوں کا حجم	ایضاً	کارپوریٹ اقدامات کا حجم (صارف کے واجبات)	کارپوریٹ اقدامات کی تعداد
ماخذ: بی آئی ایس						

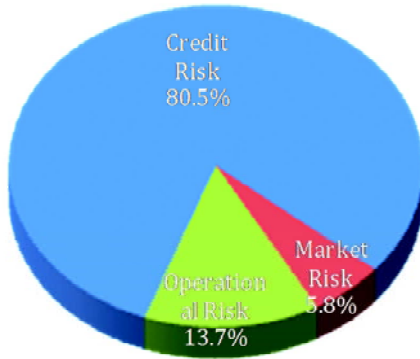
اس طرح کاروباری سرگرمیوں کو آپریشنل خطرہ پیچیدہ اور متنوع اندرونی و بیرونی خلل کے باعث لاحق ہوتا ہے۔ اس طرح کے خلل کی ناقابل پیش گوئی نوعیت اور مالی صنعت پر اس کے اثرات کے باعث اس کی پیمائش وضابطہ کاری مشکل ہو جاتی ہے۔³¹ آپریشنل خطرہ عمومی رویوں یا حالات کی ساختی پیش گوئیوں یا رجحانات

²⁹ جوہت اسے (2007ء)۔

³⁰ بی سی بی ایس (2001ء): قانونی خطرہ شامل ہے لیکن اکتشاف تا جرماتوں، یا نگرانی کے اقدامات سے ہونے والے تعزیری نقصانات اور نجی چھتائی شامل ہیں۔

³¹ آئی بی آئی ڈی۔

شکل 4.23: 2009ء میں خطرہ بہ وزن اثاثوں کے اجزائے ترکیبی



Source: BSD, SBP

کے بجائے زیادہ تر آخر کی بینکاری سرگرمیوں سے متعلق ہوتا ہے۔³² مزید برآں، آپریشنل خطرے کے انتہائی نقصانات کا اثر عام طور پر یکبارگی ہوتا ہے جس کی تاریخ میں کوئی نظیر نہیں ملتی۔

صنعت میں موجود مختلف بینکوں کو مختلف قسم کے آپریشنل خطرات لاحق ہو سکتے ہیں۔ بینکاری صنعت میں اندرونی یا بیرونی خلل کے اثرات اور وسعت کا انحصار بینکاری سرگرمیوں کی نوعیت اور بینکوں میں موجود خطرے کی پیمائش کے معیارات اور اندرونی کنٹرولز کی جدت پسندی پر ہوتا ہے۔³³ بینک اپنی ممکنہ اندرونی و بیرونی ناکامیوں کو تحفظ دینے کے لیے عام طور پر سودی مارجن پر انحصار کرتے ہیں اور غیر متوقع نقصانات سے تحفظ کے لیے سرمائے کے ذخائر کی مطلوبہ رقم کی ضرورت بھی ہوتی ہے۔

ملکی بینکاری صنعت میں آپریشنل خطرے کے لیے خطرہ بہ وزن اثاثوں کا جو حصہ مقرر کیا جاتا ہے وہ مجموعی خطرہ بہ وزن اثاثوں کا 13.7 فیصد بنتا ہے اور اس میں گزشتہ برس کے مقابلے میں 1.8 فیصد کا اضافہ ہوا ہے (شکل 4.23)۔

اگرچہ مرکزی بینک نے آپریشنل خطرے کو کم کرنے کے لیے صارفی ضروری مستعدی اپنے صارف کو پہچانے جیسے بینکوں پر مبنی فریم ورک وضع کیا ہے لیکن وہ مسلسل بینکوں کی نگرانی کرتا ہے اور سخت عملدرآمد کے لیے ان رہنما خطوط میں ترامیم کی جاتی رہی ہیں۔ آپریشنل خطرے کے مثالی وفعال انتظام کا انحصار ان عوامل پر ہوتا ہے: (1) خطرے کا تخمینہ لگانے کے وضعی و مقدراری اقدامات کا بہترین امتزاج (2) تاریخ میں آپریشنل خطرے کی نظیر نہ ملنے کے باعث آپریشنل خطرے کے بے ضرر اثرات کو مد نظر رکھتے ہوئے ان اقدامات کا فوری طور پر موثر ہونا (3) مختلف کاروباری سرگرمیوں میں آپریشنل خطرے اور رپورٹنگ معیارات کی مختلف نوعیت کے باعث ضوابطی کیپٹل چارجز کی حساسیت۔³⁴

4.3.4 خطرہ سیالیت

حالیہ عالمی مالی بحران نے مالی اداروں اور ضابطہ کاروں کو جو اہم سبق دیا وہ یہ ہے کہ مالی نظام کے استحکام کو یقینی بنانے کے لیے سیالیت کے خطرے کا انتظام بے حد اہمیت کا حامل ہے۔ 1988ء میں متعارف کرائے جانے کے بعد سے خطرہ قرض و منڈی کے انتظام کے لیے سرمائے کی شرائط کی معیار بندی پر بہت زیادہ توجہ مرکوز کی گئی ہے جبکہ بعد ازاں آپریشنل خطرے کے چارج میں اضافہ کیا گیا۔ تاہم خطرہ سیالیت کے انتظام کے حوالے سے مسائل کو نظر انداز کیا گیا اور مجموعی نظام یا انفرادی ادارے کی سطح پر اضافی سیالیت یا اس کی کمی کا جائزہ قومی ضابطہ کاروں کی جانب سے کیس ٹوکیس بنیادوں پر لیا گیا۔ عالمی مالی بحران جو ابتدا میں سیالیت کا بحران تھا، نے بازل کمیٹی برائے بینکاری نگرانی (بی بی ایس) کو کفایت سیالیت کے لیے عالمی طور پر تسلیم شدہ معیارات تشکیل دینے کی ترغیب دی۔ توقع ہے کہ بی بی ایس اور مالی استحکام بورڈ (ایف ایس بی)³⁵ دونوں کی جانب سے نئی اصلاحات متعارف کرائی جائیں گی جن میں بینکوں میں دباؤ کی جانچ کی مشقوں اور ان کی نگرانی کے جائزے کے علاوہ عالمی سرمائے اور سیالیت کے معیارات کو تقویت دینے پر توجہ مرکوز کی جائے گی۔

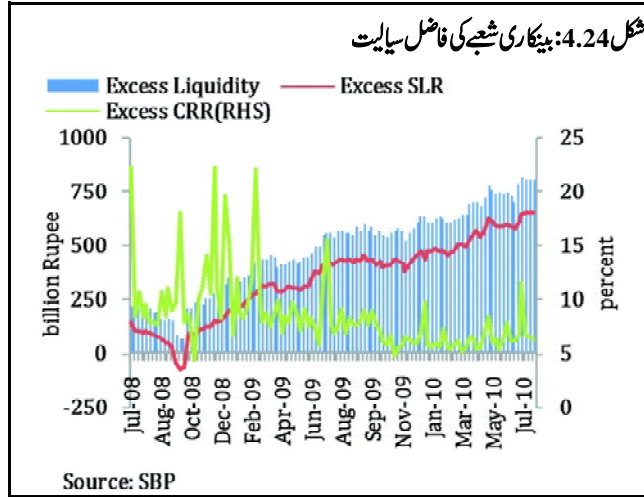
ملکی ضوابطی فریم ورک میں کیملز (CAMELS) نگرانی فریم ورک کے تحت بینکاری شعبے کی سیالیت کی صورت حال کے معیاری اظہار کے لیے خطرہ سیالیت کے مسائل سے نمٹنے کے لیے پائیدار معلوم ہوتے ہیں۔ خصوصاً لازمی شرح سیالیت (سی آر آر اور ایس ایل آر) جنہیں بنیادی طور پر زرعی پالیسی کے آلے کے طور پر استعمال کیا جاتا

32 جوہت اے اے (2007ء)۔

33 آئی بی آئی ڈی۔

34 جوہت اے اے (2007ء)۔

35 مالی استحکام بورڈ (ایف ایس بی) کا قیام اپریل 2009ء میں مالی استحکام فورم کی جگہ میں آیا تھا۔ ایف ایس بی کے قیام کا مقصد قومی مالی حکام اور عالمی معیارات کا تعین کرنے والے اداروں پر بین الاقوامی تعاون کو فروغ دینا ہے تاکہ موثر ضوابطی نگرانی اور مالی شعبے کی دیگر پالیسیوں کی تیاری اور ان پر عملدرآمد کو یقینی بنایا جاسکے۔ اس کے تحت اہم عالمی مالی مراکز کے ذمہ دار قومی حکام، عالمی مالی اداروں، ضابطہ کاروں و نگرانوں کی شعبہ جاتی عالمی گروپنگ اور مرکزی بینکوں کے ماہرین پر مشتمل کمیٹیوں کو یکجا کرنا ہے۔

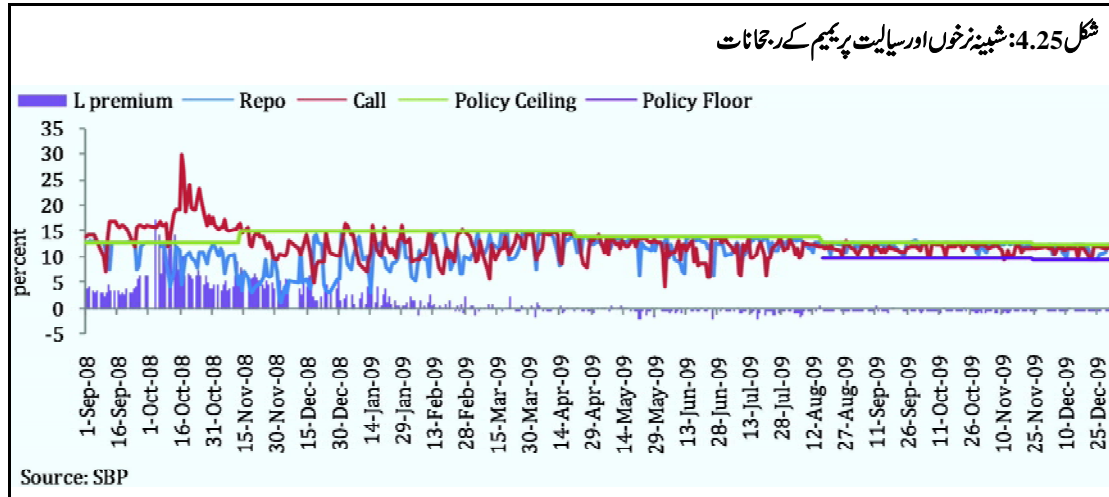


ہے، انہیں بینکوں میں سیالیت کی پوزیشن کا تعین کرنے میں بے حد اہمیت حاصل ہے۔

ملکی مالی منڈی میں ستمبر اکتوبر 08ء کے دوران سیالیت کی شدید لیکن عارضی مشکلات دیکھنے میں آئی تھیں جن سے اسٹیٹ بینک کے پالیسی اقدامات کی مدد سے نمٹا گیا اور اسی وجہ سے 2009ء کے آغاز میں سیالیت کی صورتحال خاصی بہتر (شکل 4.24) اور شبنہ زرخوں میں تغیر پذیری (شکل 4.25) کم ہو گئی تھی خصوصاً اس میں بہتری شرح سود کو ریڈور متعارف کرانے سے آئی ہے۔

2009ء میں سیالیت کے دباؤ کے عارضی وقفوں کے باوجود

سیالیت کی مجموعی صورتحال قدرے اطمینان بخش رہی۔ اسٹیٹ بینک نے 2005ء سے جاری زری سخت گیری کی طویل مدت کے بعد زری موقف میں تبدیلی کی اور بتدریج زری نرمی شروع ہو گئی۔ سال کے دوران پالیسی ڈسکاؤنٹ ریٹ میں 250 بی پی ایس کی کمی گئی۔ سیالیت کی مجموعی پوزیشن کو امانتیں جمع کرنے کی بہتر صورتحال اور بیرونی رقوم کی آمد میں بہتری سے فائدہ پہنچا جس کی عکاسی بینکاری نظام کے خالص بیرونی اثاثوں کی بلند سطح سے ہوتی ہے۔ تاہم میزانیہ قرض گیری اور اجناس کی خریداری کے لیے سرکاری شعبے کی جانب سے قرضوں کی بلند طلب کے ساتھ ساتھ موخر الذکر قرضوں کی واپسی کی پست سطح کے باعث کارپوریٹ اداروں کے مابین گردشی قرضوں کے مسئلے نے شدت اختیار کر لی۔ یہ وہ اہم دشواریاں تھیں جن میں سیالیت کے انتظام کو متاثر کرنے کی بھرپور صلاحیت تھی۔



سیالیت کے سہ ماہی جائزے سے ظاہر ہوتا ہے کہ میزانیہ قرض گیری کے لیے حکومت کی بلند طلب اور بینکاری نظام (بینک امانتوں و بیرونی رقوم کی آمد) کی سمت رقوم کے معمولی بہاؤ کے باوجود 2009ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران سیالیت کی صورتحال تسلی بخش رہی۔ اس کا بڑا سبب نجی شعبے کے قرضوں³⁶ کی واپسی اور 2008ء کی چوتھی سہ ماہی میں اسٹیٹ بینک کی جانب سے کیے جانے والے پالیسی اقدامات کا تسلسل تھا۔ یہ اس حقیقت سے بھی ظاہر ہے کہ: (1) جنوری تا مارچ 09ء کے دوران بہ وزن اوسط شبنہ زری ریپورٹس پالیسی ریٹ سے خاصے پست سطح پر رہے (2) اسٹیٹ بینک کے پاس بینکوں کے اضافی ذخائر جو 104 اکتوبر 08ء کو 58 ارب روپے تھے وہ 24 مارچ 09ء کو بڑھ کر 452 ارب روپے تک پہنچ گئے اور (3) نومبر 08ء تا مارچ 09ء کے دوران اسٹیٹ بینک نے اضافی سیالیت کے اثرات کو زائل کرنے کے لیے بازار سے 630 ارب روپے (خالص بنیادوں پر) کا انجذاب کیا۔

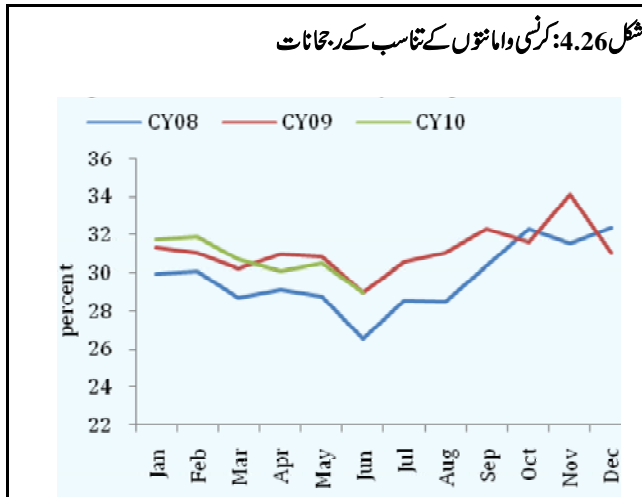
اجناس کی موسمی مالکازی اور پی ایس ایز کے قرضوں میں اضافے کے باعث حکومت کی جانب سے قرضوں کی بلند طلب 2009ء کی دوسری سہ ماہی میں سیالیت کے دباؤ کا باعث بنی اگرچہ امانتیں جمع کرنے کی بلند سطح، بیرونی رقوم کی آمد میں بہتری اور نجی شعبے کے قرضے کی خالص واپسی³⁷ سے بازار کافی حد تک سنبھل گیا تھا۔ اس

³⁶ 2009ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران نجی شعبے نے 106.1 ارب روپے کے خالص قرضے واپس کیے۔

³⁷ 2009ء کی دوسری سہ ماہی میں نجی شعبے نے 78.2 ارب روپے کے خالص قرضے واپس کیے۔

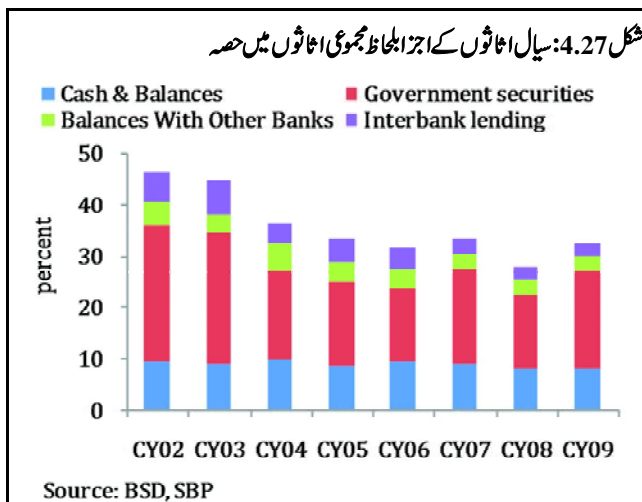
سے قطع نظر سیالیت کی پوزیشن کافی سخت رہی اور شبیہ زرخ پالیسی ریٹ کے کافی قریب رہے۔ 2009ء کی دوسری سہ ماہی میں ان کی اوسط 12.5 فیصد بنتی ہے (شکل 4.25)۔³⁸ اگر بینک حکومتی تمسکات میں سرمایہ کاری نہیں کرتے تو ان کی سیالیت کی صورتحال میں کافی بگاڑ کا خدشہ تھا۔ 2009ء کی دوسری سہ ماہی میں سیالیت کی مشکلات ایسے وقت میں سامنے آئیں جب مستحکم معاشی حالات کے باعث گرانے کے دباؤ میں کمی آرہی تھی اور سہ ماہی اوسط گرانے گذشتہ سہ ماہی کے 20.2 فیصد کے مقابلے میں گر کر 14.9 فیصد پر آگئی تھی۔ نتیجتاً اسٹیٹ بینک نے ڈسکاؤنٹ ریٹ میں دو مرتبہ کمی کی، پہلی بار اپریل 09ء میں 100 بی پی ایس اور ایک بار پھر اگست 09ء میں 100 بی پی ایس کا اضافہ کیا گیا جس سے زری نرمی کے مختصر دور کا آغاز ہوا جو آخر 2009ء تک جاری رہا۔ اگست ستمبر 09ء میں رمضان المبارک اور عید کے باعث کچھ موسمی دباؤ سے قطع نظر زری نرمی کا عمل 2009ء کی تیسری سہ ماہی تک جاری رہا۔

لیکن سیالیت کی مشکلات ایک بار پھر نمودار ہو گئیں اور 2009ء کی چوتھی سہ ماہی میں برقرار رہیں جس کی وجوہات یہ ہیں: (1) اجناس کی سرگرمیوں کے لیے قرضوں کی توقع سے کم واپسی (2) کارپوریٹ اداروں کے مابین گردش قرضے کا مسئلہ (3) بیرونی رقوم کی آمد کے بارے میں خدشات (پست خالص بیرونی اثاثے) اور (4) معاشی سرگرمیوں میں بہتری کے باعث نجی شعبے کی جانب سے خالص قرضوں کی طلب۔ اسٹیٹ بینک نے صورتحال پر نظر رکھتے ہوئے 2009ء کی چوتھی سہ ماہی کے دوران بازار میں تقریباً 1610.7 ارب روپے کا ادخال کیا۔ گرانے کے دباؤ میں کمی کے باعث اسٹیٹ بینک نے معاشی نمو میں اضافے کے لیے نومبر میں اپنے پالیسی ریٹ میں مزید 50 بی پی ایس کمی کر دی۔ ان اقدامات کے باوجود سیالیت کا دباؤ برقرار رہا اور شبیہ زرخ مسلسل شرح سود کو ریڈور کے اوپری حصے میں رہتے ہوئے سیلیکٹ نرخوں تک پہنچتے رہے۔ شرح سود کو ریڈور کے باعث شبیہ زرخوں میں تغیر پذیری کو بڑی حد تک قابو میں رکھنے میں مدد ملی ہے (شکل 4.25)۔



2009ء میں بینکوں کی امانتوں میں اضافے سے قطع نظر کرنسی و امانتوں کے تناسب میں جون کے علاوہ اضافے کا رجحان جاری رہا اور نومبر میں بڑھ کر 34.1 فیصد کی بلند سطح پر پہنچ گیا (شکل 4.26)۔ 2009ء کے لیے کرنسی و امانتوں کا اوسط تناسب 31.2 فیصد رہا جو 2008ء میں 29.7 فیصد تھا۔ بینکوں میں امانتوں کے طور پر رکھے گئے زری اثاثوں کی پست سطح بینکوں کی سیالیت کی پوزیشن کے لیے مسلسل مشکلات پیدا کر رہی ہے۔

سیالیت کی پوزیشن کے عمومی جائزے کو مد نظر رکھتے ہوئے خطرہ سیالیت کے معیاری اظہاریوں کا تجزیہ ذیل میں کیا گیا ہے۔



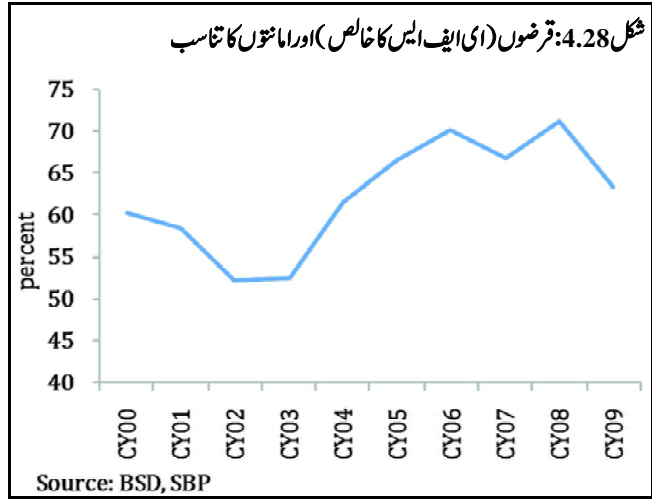
کسی اثاثے کی سیالیت کا انحصار اس کی قدر میں کم از کم نقصان کے ساتھ اسے فروخت کرنے کی صلاحیت پر ہوتا ہے۔ مجموعی اثاثوں میں سیال اثاثوں کا حصہ خطرہ سیالیت کی پیمائش کے لیے سب سے زیادہ استعمال کیا جانے والا اظہار یہ ہے۔ بینکاری اعداد و شمار کے مطابق آخر 2009ء تک یہ اظہار یہ بڑھ کر 32.7 فیصد ہو گیا جبکہ گذشتہ برس 28.6 فیصد کی سطح پر تھا۔ یہ 2008ء کے دوران بینکاری شعبے میں سیالیت کی اطمینان بخش صورتحال سے ہم آہنگ ہے۔ جزوار تجزیے سے پتہ چلتا ہے کہ سیال اثاثوں میں ہونے والے اضافے کا بڑا حصہ حکومتی تمسکات میں سرمایہ کاریوں کے بڑھنے کی وجہ سے ہوا ہے اور قرضوں میں صرف معمولی نمو ہو سکی ہے (شکل 4.27)۔

38 اس وقت پالیسی ریٹ 14 فیصد تھا۔

39 اسٹیٹ بینک نے اگست 09ء میں اپنے زری پالیسی فیصلے میں شرح سود کا ایک واضح کو ریڈور متعارف کرایا تھا جس کا مقصد شبیہ زرخوں میں روزانہ بنیادوں پر تغیر پذیری میں کمی اور زری پالیسی کے نفاذ کو موثر و شفاف بنانا تھا۔

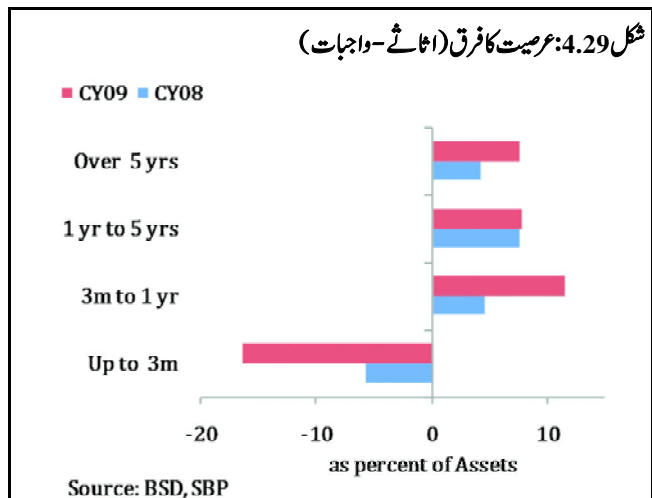
جدول 4.11: سیال و مجموعی اثاثوں کے لحاظ سے بینکوں کی تقسیم				
بینکوں کی تعداد				
2009ء	2008ء	2007ء	2006ء	
1	2	0	1	10 سے کم
4	3	1	2	10 تا 20
16	20	16	19	صنعت کی اوسط >
32.7	28.2	33.6	32	صنعت کی اوسط (فیصد)

ماخذ: شعبہ بینکاری نگرانی، بینک دولت پاکستان



جدول 4.12: قرضوں و امانتوں کے تناسب کے لحاظ سے بینکوں کی تقسیم				
بینکوں کی تعداد				
2009ء	2008ء	2007ء	2006ء	
1	3	2	2	100 سے زیادہ
4	4	3	2	80 تا 100 کے درمیان
13	13	13	14	صنعت کی اوسط سے زیادہ
63.4	71.3	66.8	70.3	صنعت کی اوسط (فیصد)

ماخذ: شعبہ بینکاری نگرانی، بینک دولت پاکستان



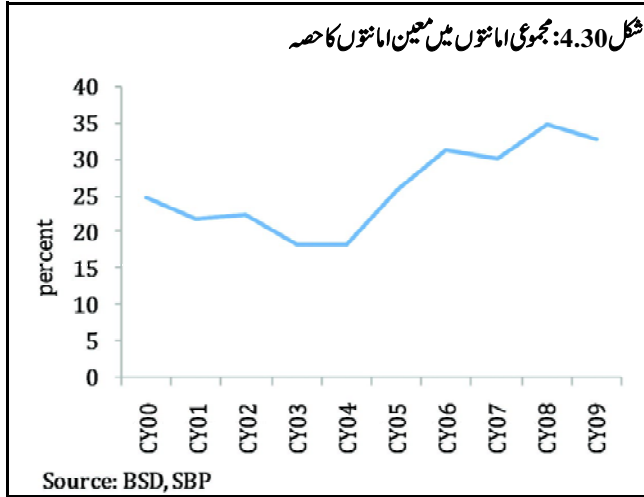
سیال اثاثوں اور مجموعی اثاثوں کی بنیاد پر بینکوں کی تقسیم بھی بینکاری صنعت میں سیالیت کی مجموعی پوزیشن میں اسی بہتری کی عکاس ہے۔ خصوصاً صنعت کی اوسط سے نیچے رہنے والے بینکوں کی تعداد 2008ء میں 20 سے کم ہو کر 16 رہ گئی (جدول 4.11)۔ ایک بینک (2008ء کے 2) کا تناسب 10 فیصد سے کم تھا جبکہ 4 بینکوں (2008ء کے 3) کا تناسب 10 اور 20 فیصد کے درمیان تھا۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ کچھ چھوٹے بینکوں کو سیالیت کی مجموعی صورتحال میں بہتری کے باوجود سیالیت کے دباؤ کا مسئلہ درپیش ہے۔

خطرہ سیالیت کا ایک اور اہم اظہاریہ قرضوں اور امانتوں کا تناسب ہے جس میں 2009ء کے دوران بہتری آئی ہے اور یہ 2008ء کے 71.3 فیصد سے گر کر 63.3 فیصد ہو گیا (شکل 4.28)۔ امانتوں میں قدرے مضبوط نمو اور سال کے دوران تقسیم کیے گئے قرضوں میں خاطر خواہ سست روی نے 2009ء کے دوران قرضوں و امانتوں کے تناسب کو بہتر بنانے میں اہم کردار ادا کیا۔ اس تناسب میں کمی بینکوں کی جانب سے قرضوں کو محدود کرنے کے ساتھ اپنی توجہ سرمایہ کاریوں پر مبذول کرنے اور نجی شعبے میں قرضوں کی پست طلب کی عکاس ہے۔

امانتوں و قرضوں کی بینک وار تقسیم سے ظاہر ہوتا ہے کہ ایک بینک میں یہ تناسب 100 فیصد سے زائد ہے جبکہ 4 بینکوں میں یہ تناسب 80 اور 100 کے درمیان ہے جبکہ منڈی کی اوسط سے نیچے بینکوں کی تعداد گزشتہ برس کی طرح 13 ہے (جدول 4.12)۔

عرصیت کا فرق بینکوں میں سیالیت کی صورتحال جانچنے کا ایک اور پیمانہ ہے۔ 2009ء کے دوران مختلف میعادوں (1 تا 5 سالہ عرصیت کے اثاثوں اور واجبات کے علاوہ) کے اثاثوں اور واجبات کے فرق میں اضافہ ہوا ہے، تین مہینوں تک اور سہ ماہی تا ایک سال تک کی قلیل مدتوں کے لیے یہ مجموعی اثاثوں کے روایتی طور پر قبول کردہ فرق کی حد 10 (کم یا زیادہ) کی حد میں رہا ہے (شکل 4.29)۔ اس سے 2009ء میں عرصیت کی عدم مطابقت کے خاکے میں بگاڑ کی عکاسی ہوتی ہے۔ تاہم ایسے جائزے کو بینکوں کے مجموعی اثاثوں میں سرمایہ کاریوں کے حصے میں اضافے کے تناظر میں دیکھا جانا چاہیے۔ طویل میعادوں کی سرمایہ کاریوں کا نتیجہ اثاثوں اور واجبات کے درمیان فرق کی صورت میں نکل سکتا ہے۔ یہ سرمایہ کاریاں حکومت کے سیال تمسکات میں ہیں

40 اس فرق کا اہم سبب بینکوں کی جانب سے اس بکٹ (Bucket) میں طلبی امانتیں سمجھوتے کے بغیر واجبات جس کا مجموعی واجبات میں خاصا حصہ ہے (رکھنا ہے۔



جس کے لیے ایک سرگرم ثانوی بازار موجود ہے اور بازار کے شرکا کو اخراج کے طریقہ کار کی سہولت دی گئی ہے جو بینکوں کے اثاثوں اور واجبات کی عرصیت کے خاکے کے لیے سودمند ہے۔

اس سے قطع نظر امانتوں کی درجہ بندی سے نشاندہی ہوتی ہے کہ مجموعی امانتوں میں معین امانتوں کا حصہ 2008ء کے 34.8 فیصد سے گر کر 2009ء میں 32.9 فیصد پر آ گیا ہے (شکل 4.30) جبکہ اس میں نمونہ شدہ برس کے 26.3 فیصد سے کم ہو کر 7.1 فیصد پر آ گئی۔ معین امانتوں کی نمو میں خاطر خواہ سست روی میعادى واجبات (بشمول ایک سال اور اس سے زائد کی میعادى امانتیں) کو لازمی شرح سیالیت سے استثنائے باوجود دیکھنے میں آئی

ہے۔⁴¹ تاہم مجموعی معین امانتوں میں ایک سال سے زائد کے حصے میں اضافے سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس میں ہونے والی کمی کا سبب ایک سال سے کم مدت کی امانتوں میں سست روی ہے۔ جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ گرتی ہوئی شرح سود کے ماحول میں بینکوں نے مہنگی معین امانتوں کے بجائے پست لاگت کی حامل امانتیں (جاری کھاتہ، بچت کھاتہ) جمع کرنے پر توجہ مرکوز رکھی ہے۔

مختصر یہ کہ خطرہ سیالیت کے مختلف زاویوں سے تجزیے سے نشاندہی ہوتی ہے کہ 2009ء کے دوران بینکاری نظام کی مجموعی سیالیت کے خاکہ خطر میں بہتری آئی ہے۔ تاہم کچھ چھوٹے بینکوں کو سیالیت کی دشواریوں کا سامنا ہے جس کی عکاسی ان کے سیال اثاثوں اور مجموعی اثاثوں کے تناسب کی پست سطح سے ہوتی ہے جبکہ قرضوں و امانتوں کی سطح بلند ہے۔ اگرچہ ان بینکوں میں سے کوئی بھی نظمی لحاظ سے اہمیت کا حامل نہیں اور مارکیٹ میں ان کا مجموعی حصہ⁴² صرف 2 فیصد ہے، اس لیے انہیں مسلسل درپیش سیالیت کے مسائل کو حل کرنے کی صلاحیت نہ ہونے کے بینکاری شعبے کے بارے میں تصورات اور اعتماد کی سطح پر منفی اثرات مرتب ہو سکتے ہیں۔

4.4 بینکاری نظام میں خطرات کو جذب کرنے کی صلاحیت

بینکاری شعبے کے خاکہ خطر میں مستقل تبدیلی کو مد نظر رکھتے ہوئے نظمی استحکام کا انحصار صنعت میں موجود انفرادی اداروں میں خطرات کو برداشت کرنے کی صلاحیت پر ہے۔ بینکوں میں خطرات کو جذب کرنے کی صلاحیت کا تعین ان کی نفع یابی سے کیا جاتا ہے جس کا تسلسل ان کے سرمائے کی پوزیشن کے ذریعے برقرار رکھا جاتا ہے۔ ریزرو اور مکمل طور پر ادائی شدہ سرمائے کی شکل میں رکھا گیا منافع پہلی دفاعی لائن ہوتا ہے اور منفی دھچکوں سے تحفظ فراہم کرتا ہے۔ بینکاری آپریشنز سے ہونے والے نقصانات کو جذب کرنے کے علاوہ نفع یابی کسی مالی ادارے کی سرمایہ جاتی بنیاد کی تعمیر میں بھی اہم کردار ادا کرتی ہے۔ پیکنگ آرڈر⁴³ روپے کے لحاظ سے سرمائے کی صحت مند پوزیشن رکھنے کا ایک ضمنی فائدہ یہ ہے کہ اس سے کاروباری سرگرمیوں کے لیے رقوم مہیا کرنے کے ایک سستے ذریعے تک رسائی حاصل ہو جاتی ہے۔ اس طرح بینکوں میں غیر متوقع نقصانات جذب کرنے کی صلاحیت پیدا ہو جاتی ہے۔

بینکاری شعبے کے خاکہ خطر کے تجزیے میں نفع یابی اور کفایت سرمایہ کی اہمیت کو مد نظر رکھتے ہوئے ذیل کے سیکشنز میں ان اظہاریوں کا تفصیلی تجزیہ پیش کیا گیا ہے۔

4.4.1 نفع یابی

بینکاری شعبے میں بہتر انداز میں کاروباری سرگرمیوں کی انجام دہی کے لیے نفع یابی ضروری ہے اور یہ بینکوں کے آپریشنز سے ہونے والے نقصانات سے تحفظ فراہم کرتی ہے۔ 2009ء کے دوران بینکاری نظام کا منافع 27.6 فیصد اضافے کے ساتھ 80.7 ارب روپے (قبل از ٹیکس) رہا۔ اثاثوں اور ایکویٹی دونوں کے منافع میں اضافہ ہوا ہے اور یہ رجحان 2006ء سے ان تناسبات میں مسلسل کمی کے برعکس ہے۔

41 میعادى واجبات پر مطلوبہ نقد محفوظ 10 اگست 07ء اور لازمی شرح سیالیت 24 اکتوبر 08ء کو ختم کر دی گئی تھی۔

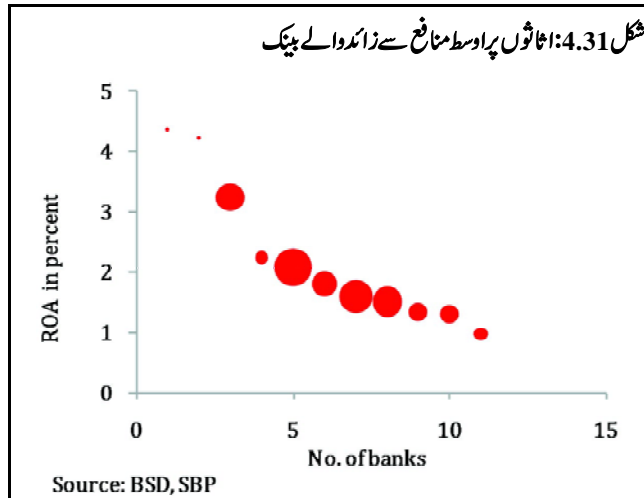
42 ان میں دو تخصیصی بینک شامل ہیں۔

43 پیکنگ آرڈر نظرے میں فرض کیا گیا ہے کہ فرم کے منصوبوں کی اندرونی ذرائع سے ماکاری کو بیرونی فنڈز کے مقابلے میں ترجیح دیتے ہوئے پہلے ذخائر اور پھر قرضے جاری کیے جاتے ہیں اور اگر مزید فنڈز درکار ہوں تو آخر میں ایکویٹی بنیاد میں توسیع کی جاتی ہے۔ مزید تفصیلات کے لیے دیکھئے مائز اور مجلوف (1984ء)۔

جدول 4.13: بینکاری شعبے کی نفع یابی										
ارب روپے										
2009ء	2008ء	2007ء	2006ء	2005ء	2004ء	2003ء	2002ء	2001ء	2000ء	
80.7	63.2	106.9	120.8	93.8	52.1	43.8	19.0	1.1	4.5	قبل ازنگس منافع
54.4	43.3	73.1	81.9	63.3	34.7	24.7	2.9	-9.8	-2.8	بعد ازنگس منافع
18	16	10	7	7	5	8	6	12	10	نقصان اٹھانے والے بینکوں کی تعداد
ماخذ: شعبہ بینکاری گمرانی، بینک دولت پاکستان										

جدول 4.13 میں دہائی کے دوران بینکوں کی نفع یابی کی تفصیلات دی گئی ہیں۔ قبل ازنگس منافع میں اضافے کے لحاظ سے بینکاری شعبے کے بعد ازنگس منافع میں بھی 25.7 فیصد نمو ہوئی اور یہ بڑھ کر 54.4 ارب روپے ہو گیا۔ منافع کی بینک وار معلومات سے ظاہر ہوتا ہے کہ اثاثوں میں 12.7 فیصد حصہ رکھنے والے 18 بینکوں کو 2009ء کے دوران نقصان ہوا ہے۔ ان میں ایک درمیانے درجے کا اور 17 چھوٹا حجم رکھنے والے بینک شامل ہیں جبکہ موخر الذکر کارکیٹ میں مجموعی حصہ 8.8 فیصد ہے۔ تاہم، مارکیٹ میں 73 فیصد رکھنے والے 10 سرفہرست بینکوں کا منافع سال کے دوران 70.6 ارب روپے رہا جو گزشتہ برس کے مقابلے میں 11.8 فیصد نمو کو ظاہر کرتا ہے (جدول 4.14)۔ اس سے نشاندہی ہوتی ہے کہ صنعت میں بینکاری شعبے کی نفع یابی پر سرفہرست کھلاڑیوں کو بالادستی حاصل ہے۔

جدول 4.14: اثاثوں پر منافع کے لحاظ سے بینکوں کی تقسیم						
2009ء		2008ء		2007ء		
مجموعی اثاثوں میں فیصد حصہ	بینکوں کی تعداد	مجموعی اثاثوں میں فیصد حصہ	بینکوں کی تعداد	مجموعی اثاثوں میں فیصد حصہ	بینکوں کی تعداد	اثاثوں پر منافع
12.7	18	14.5	16	8.5	10	صفر (اور اس سے کم)
20.8	7	16.5	7	2.8	3	0.5 تا 0.9 کے درمیان
6.1	5	7.4	5	1.5	3	1 تا 0.5 کے درمیان
60.4	10	61.6	12	87.2	23	1 اور اس سے زائد
ماخذ: شعبہ بینکاری گمرانی، بینک دولت پاکستان						



2009ء کے لیے مجموعی بینکاری نظام کے اثاثوں پر منافع 0.9 فیصد تھا۔ مارکیٹ میں مجموعی طور پر 62.3 فیصد حصہ رکھنے والے 11 بینکوں نے 2009ء کے دوران نفع یابی کے اس اظہار کے لحاظ سے اوسط سطح سے بلند کارکردگی کا مظاہرہ کیا ہے۔ ان میں دو تخصیصی بینک، ایک سرکاری بینک اور 8 ملکی نجی بینک شامل ہیں۔ شکل 4.31 میں پوری صنعت کی 0.9 فیصد سطح سے زائد اثاثوں پر منافع کو دکھایا گیا ہے جبکہ بلبلوں کا حجم مارکیٹ میں انفرادی بینک کے حصے کا عکاس ہے۔ جیسا کہ گراف سے ظاہر ہوتا ہے کہ چھوٹے بینکوں کے اثاثوں پر منافع کی سطح بلند ترین ہے اور تمام چھوٹے بینک مشکلات کا شکار نہیں۔ 44 2009ء کے دوران نفع یابی کے ان دونوں اظہاریوں میں اضافہ 2006ء سے جاری کمی کے رجحان کے برعکس ہے۔

بینکوں کی آمدنی کے روایتی ذرائع کے اعداد و شمار: خالص سودی آمدنی اور غیر سودی آمدنی سے ظاہر ہوتا ہے کہ 2009ء میں خالص سودی آمدنی میں 11.5 فیصد اضافہ ہوا ہے جو گزشتہ برس ہونے والی 17.8 فیصد نمو سے کم ہے۔ دوسری جانب غیر سودی آمدنی میں 0.8 فیصد کا معمولی اضافہ ہوا جبکہ گزشتہ برس اس میں 6.8 فیصد اضافہ ہوا تھا۔ اس طرح 2009ء کے دوران بہتر نفع یابی کا اہم سبب تمویں کے اخراجات میں کمی ہے۔ 45 تمویں کے اخراجات کو ضمانت پر قیوت فروخت لازم کی سہولت سے استفادے کے متعلق محتاط طبیعوں میں ترامیم سے فائدہ پہنچا ہے۔ اس سہولت کو 2007ء میں مکمل طور پر ختم کر دیا گیا تھا 46 تاہم جنوری 09ء میں جاری کیے جانے

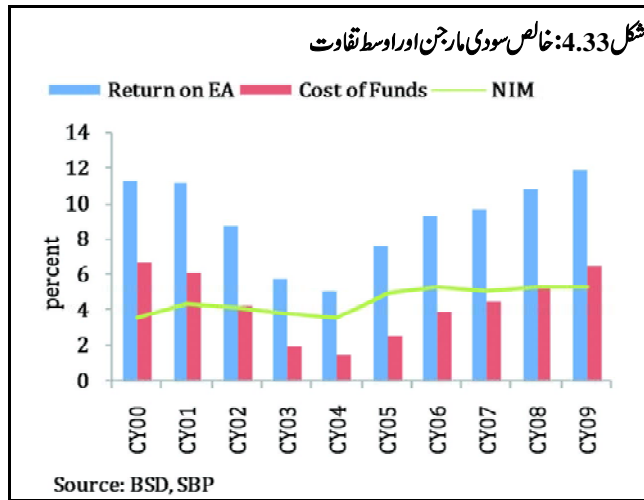
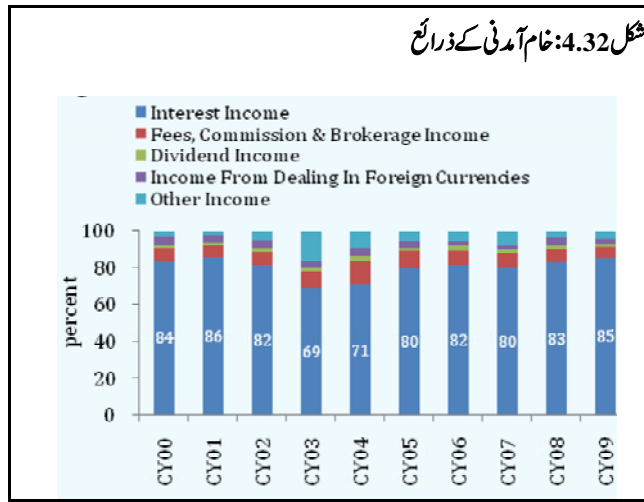
44 ایکویٹی پر بلند ترین منافع کے حامل بینک کا مارکیٹ میں حصہ 0.2 فیصد ہے۔

45 تمویں اخذ کرنے میں ترامیم کی گئی تھیں جن کے مطابق بینکوں کو ضمانت کے قیوت فروخت لازم سے 40 فیصد تک استفادے کی اجازت دی گئی جبکہ اس سے قبل یہ رعایت 30 فیصد تھی، جیسا کہ بی ایس ڈی سرکلر نمبر 02 بتاریخ 27 جنوری 2009ء اور بی ایس ڈی سرکلر نمبر 10 بتاریخ 20 اکتوبر 2008ء میں دیا گیا ہے۔

46 بی ایس ڈی سرکلر نمبر 7 بتاریخ 12 اکتوبر 2007ء۔

جدول 4.15: تمویں میں استعمال شدہ قیمت فروخت لازم کی سہولت (ارب روپے میں)			
سال (سال نو)	2009ء	2008ء	تمام بینک
134.4	21.7	9.3	
(76.8)	0.6	2.7	سرکاری شعبے کے کرشل بینک
217.1	20.4	6.4	بڑے چکاری شدہ بینک
278.8	0.6	0.1	غیر ملکی بینک
-	0.1	0.0	چھوٹے بینک
اسٹیٹ بینک کا حساب			

کے سالانہ کھاتوں کی کلوزنگ کا عمل شروع کر دیا تھا۔ لیکن 2009ء میں انہوں نے اپنے تمویں کے اخراجات میں اس سہولت سے بھرپور فائدہ اٹھایا۔ جدول 4.15 سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس سہولت کو ملکی نجی بینکوں اور غیر ملکی بینکوں نے بھرپور انداز میں استعمال کیا ہے۔⁴⁷ مزید برآں محتاطیہ ضوابط میں ترمیم کے تحت بینکوں کو اجازت دی گئی ہے کہ وہ کسی قرضے کی کامیاب تشکیل نو کی صورت میں اس غیر ادا شدہ قرضے کو ایک زمرے تک اپ گریڈ کر سکتے ہیں۔⁴⁸



بینکوں کے منافع میں اہم حصہ خالص سودی مارجن کا رہا جو کارکردگی کا ایک پیمانہ ہے اور اس سے بینکوں کے اہم قابل آمدنی اثاثوں کے مقابلے میں بینکوں کے حاصل شدہ منافع کی پوزیشن کی پیمائش کی جاتی ہے۔ 2009ء میں خالص سودی مارجن 5.25 فیصد تھا جو 2008ء کے 5.29 فیصد سے صرف 4 بی پی ایس کم ہے۔ اس کے

⁴⁷ پی ایس بی میں سب سے بڑا ادارہ پینٹل بینک ہے۔ اس کے قرضوں کی بڑی تعداد کو حاصل ضمانت کو مد نظر رکھتے ہوئے قیمت فروخت لازم کی سہولت سے استفادے کے لیے مہنگی باز قدر پیمائی کرنا اس کے لیے فائدہ مند نہیں ہے۔

⁴⁸ پی ایس ڈی سرکل نمبر 10 بتاریخ 20 اکتوبر 2009ء۔

مزید اجزاء کے تجزیے سے ظاہر ہوتا ہے کہ اگرچہ قابل آمدنی اثاثوں پر منافع اور فنڈز کی لاگت کے درمیان تفاوت میں کچھ بہتری دیکھنے میں آئی ہے لیکن قابل آمدنی اثاثوں میں ہونے والا اضافہ اس سے کہیں زیادہ تھا۔ خالص سودی مارجن میں معمولی کمی کا باعث بننے والے عوامل میں پورے سال جاری رہنے والی زری نرمی شامل ہے جس کی وجہ سے شرح ہائے سود میں کمی واقع ہو گئی تھی۔ اس کی عکاسی اس حقیقت سے بھی ہوتی ہے کہ بہ وزن اوسط شرح قرض گاری جنوری 09ء میں تاریخ کی بلند ترین سطح 14.7 فیصد پر پہنچ گئی تھی جبکہ بعد کی مدت میں اس میں 117 بی پی ایس کی واقع ہوئی۔ قرض گاری کی شرحوں میں کمی نے قرضوں پر سودی آمدنی میں کمی کر دی جس کی عکاسی اس کی نمونہ میں کی سے ہوتی ہے جو 2008ء کی 32.8 فیصد بلند سطح سے 2009ء میں 14.8 فیصد ہو گئی۔ قرض گاری کی شرحوں میں کمی کے علاوہ بچت امانتوں کے منافع پر کم از کم 5 فیصد فلور کا تسلسل بھی خالص سودی آمدنی پر دباؤ بڑھانے کا باعث بنا ہے۔ گرتی ہوئی شرح سود کے دور میں اگرچہ بینکوں کی سودی آمدنی میں اضافہ ہوا ہے لیکن 2009ء کے دوران سودی آمدنی کی شرح نمونہ میں 4 فیصد کی واقع ہوئی ہے۔ تاہم بینکوں نے اثاثوں کی باز قدر پیمائی سے خاصی رقم کمائی ہے جس سے ان کی آمدنی کے موجودہ پول میں توسیع ہوئی ہے۔

جدول 4.16: امانتوں پر صارفی قرضوں اور سودی اخراجات پر سودی آمدنی میں تبدیلی کے ذرائع				
ارب روپے				
سال کی رقم	گلدشتہ برس کی رقم	تبدیلی کا سبب	حجم میں تغیر کے سبب تبدیلی	سال کی رقم
صارفی قرضوں پر سودی آمدنی				
2004ء	67	-11.6	21.6	77
2005ء	77	46.7	25.4	149
2006ء	149.1	37.5	35.7	222.2
2007ء	222.2	8.4	35.1	265.7
2008ء	265.7	48.6	38.7	353.1
2009ء	353.0	19.1	33.2	405.3
امانتوں پر سودی اخراجات				
2004ء	33.4	-11.7	6.5	28.2
2005ء	28.2	26.2	5.6	59.9
2006ء	59.9	40.1	9.9	110
2007ء	110	24.1	17.5	151.6
2008ء	151.6	33.1	21.8	206.5
2009ء	206.4	43.6	23.8	273.8

ماخذ: شعبہ بینکاری نگرانی، بینک دولت پاکستان

نرخ اور حجم میں تبدیلیوں کے ذریعے سودی آمدنی میں اضافے کا الگ الگ جائزہ لینے سے ظاہر ہوتا ہے کہ 2009ء کے دوران اس کی نمونہ کا اہم سبب قرضے کے حجم کا بدلنا ہے اور سودی آمدنی میں ہونے والے مجموعی اضافے میں اس کا حصہ 63.6 فیصد ہے (جدول 4.16)۔ یہ گلدشتہ برس کے برعکس ہے جب سودی آمدنی میں اضافے کا اہم سبب نرخ میں تبدیلی تھی۔ جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ زری نرمی کے نتیجے میں قرض گاری کی شرحوں میں کمی ہو گئی تھی جس نے نرخ میں تبدیلی کے ذریعے سودی آمدنی بڑھانے کی بینکوں کی صلاحیت کو محدود کر دیا تھا۔ دوسری جانب غیر سودی آمدنی میں تغیر کے تجزیے سے پتہ چلتا ہے کہ 2009ء کے دوران دیکھی جانے والی تبدیلی کا اہم سبب سودوں کی تعداد میں تبدیلی کے بجائے چار جز اور کمیشن میں ہونے والی تبدیلی تھی۔ قرضوں کی سست نمونہ کے باعث بینکوں نے غیر سودی آمدنی پر مشتمل وسائل کے چار جز میں اضافہ کر کے آمدنی میں تلافی کی کوششیں کیں۔

دوسری جانب سودی آمدنی کے اخراجات میں اضافے کے حجم اور نرخ میں ہونے والی تبدیلیوں کے الگ الگ جائزے سے ظاہر ہوتا ہے کہ امانتوں پر سودی اخراجات میں ہونے والے اضافے کا بنیادی سبب امانتوں کے نرخوں میں تبدیلی ہے۔ 2009ء کے دوران سودی اخراجات میں ہونے والے تقریباً 64.7 فیصد اضافے میں امانتوں کے نرخوں نے اہم کردار ادا کیا جبکہ گلدشتہ برس اس کا حصہ 62.6 فیصد تھا۔ بینکاری شعبے کے جامع اعداد و شمار سے ظاہر ہوتا ہے کہ سال کے دوران اضافی امانتوں کی لاگت میں ایک فیصدی درجے کا اضافہ ہوا ہے جس کی وجہ سے 2009ء کے سودی اخراجات 32.6 فیصد تک بڑھ گئے۔

مختصر یہ کہ گلدشتہ برس کے مقابلے میں 2009ء کے دوران بینکاری شعبے کی مجموعی نفع یابی میں بہتری آئی ہے۔ بینک و ارمعلومات سے نشاندہی ہوتی ہے کہ منافع کی نمونہ چند بینکوں کا حصہ ہے جبکہ چھوٹے بینکوں کی بڑی تعداد کو ابھی تک منافع بخش پوزیشن کے حصول میں مشکلات کا سامنا ہے۔ بینکوں کی نفع یابی کو معاشی صورتحال میں بتدریج بہتری اور سال کے دوران جاری رہنے والی زری نرمی سے فائدہ پہنچا ہے اور تسکات کی باز قدر پیمائی سے کافی فائدہ پہنچا۔ غیر ادا شدہ قرضوں میں اضافے کے باعث تمویں کے اخراجات کا بڑھنا اور 2010ء میں زری موقف کی مراجعت کے باعث مستقبل قریب میں نفع یابی کی موجودہ پوزیشن کو برقرار رکھنے میں مشکلات پیش آسکتی ہیں۔

4.4.2 ادائیگی قرض کی صلاحیت اور کفایت سرمایہ

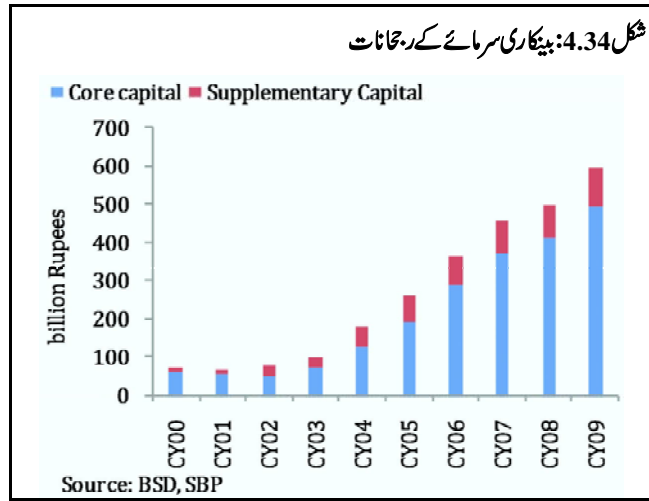
بینکاری کے روایتی ماڈل کو تقویت دینے والے دیگر اقدامات میں بی سی بی ایس کی جانب سے جاری کردہ رہنما خطوط شامل ہیں جن میں اس حقیقت کا ادراک کرتے ہوئے کفایت سرمایہ کے معیارات پر توجہ مرکوز کی گئی ہے کہ کسی بینک کی آپریشنل یا مالی سرگرمیوں کے باعث ہونے والے نقصانات کو جذب کرنے میں سرمائے کا اہم

کردار ہوتا ہے۔ سرمائے کی سطح اور اجزائے ترکیبی دونوں (بنیادی و ثانوی سرمایہ دونوں کے لحاظ سے) کسی انفرادی ادارے کی مالی پائیداری کو لاحق ممکنہ خطرات سے نمٹنے کی صلاحیت کو ظاہر کرتے ہیں۔ سرمائے کی مناسب و اچھی سطح رکھنے والے بینک کی ریٹنگ مضبوط ہوتی ہے اور وہ غیر متوقع نقصانات کی صورت میں اپنے فریقوں کے مفادات کا تحفظ کرنے کی بہتر پوزیشن میں ہوتا ہے۔ اسٹیٹ بینک نے بینکوں کی سرمایہ جاتی بنیاد میں توسیع اور ان میں ادائیگی قرض کی صلاحیت کی اہمیت کا ادراک کرتے ہوئے بینکوں کے لیے ایک مرحلہ وار منصوبے⁴⁹ کی تجویز دی ہے جس کے تحت بینکوں کو آخر 2013ء تک اپنے ادا شدہ سرمائے کو (نقصانات کا خالص) کو بڑھا کر 10 ارب روپے تک کرنا ہوگا۔ اس سیکشن میں کفایت سرمایہ اور بینکوں میں ادائیگی قرض کی صلاحیت کے مختلف اقدامات کا تفصیلی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔

جدول 4.17: بینکوں کی ایکویٹی کی جزو در جزو صورتحال				
ارب روپے				
ایکویٹی	2008ء	2009ء	مجموعے میں حصہ (فیصد)	سال بسال نمو (فیصد)
سرکاری شعبے کے کمرشل بینک	112.0	139.2	21.1	24.3
بڑے نجکاری شدہ بینک	421.2	487.7	73.9	15.8
غیر ملکی بینک	34.0	35.7	5.4	5.2
چھوٹے بینک	-4.2	-2.4	0.4	41.8
کل	563.0	660.3	100	17.3

ماخذ: شعبہ بینکاری نگرانی، بینک دولت پاکستان

سرمائے (نقصانات کا خالص) میں نمایاں ہیں۔ آخر 2009ء تک 23 بینکوں کا کم از کم مطلوبہ سرمایہ مقررہ معیار کے مطابق تھا جبکہ دیگر بینک نئے سرمائے کے ادخال یا صنعت میں انضمام و تحویل کے سودوں کے ذریعے اپنی سرمایہ جاتی بنیاد میں توسیع کے مرحلے سے گزر رہے ہیں۔

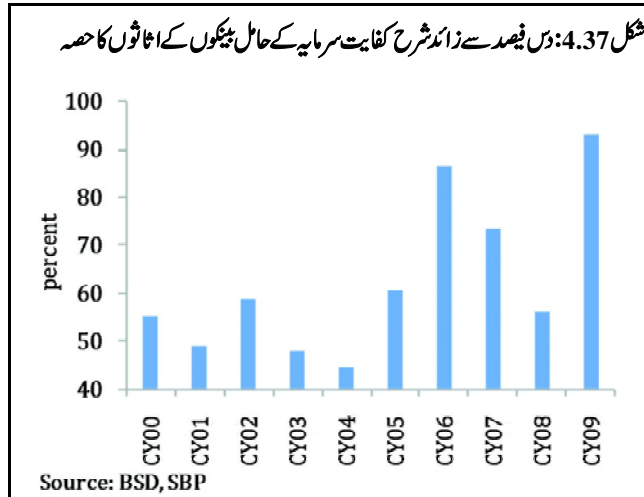
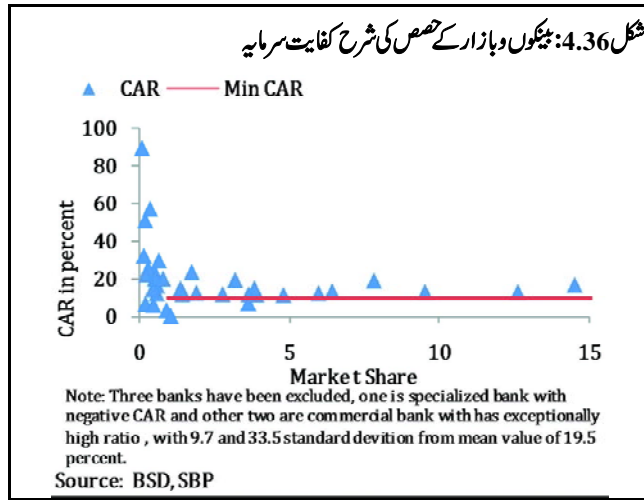
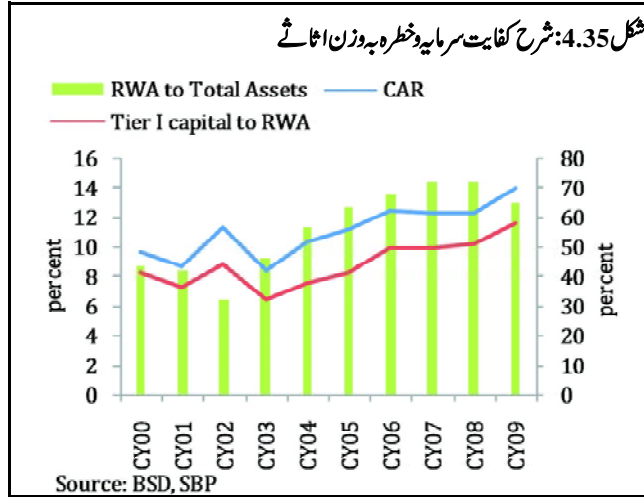


شکل 4.34 سے ظاہر ہوتا ہے کہ مجموعی سرمائے (نقصانات کا خالص) میں ہونے والی تبدیلیاں جو گذشتہ برس 38.8 ارب روپے کی سطح پر تھیں ان میں 2009ء کے دوران 100.3 ارب روپے کا اضافہ ہوا ہے۔ سرمائے میں ہونے والی اس 19.8 فیصد نمو میں اس کے اس کے دو ضوابطی اجزاء نے اہم کردار ادا کیا: بنیادی سرمائے کا حصہ 82.5 فیصد اور ثانوی سرمائے کا حصہ 17.5 فیصد رہا۔ بہتری، توین میں کمی سے بنیادی سرمائے کی مطابقت کی جاسکتی ہے۔ بنیادی سرمائے کے اہم اجزاء میں ادا شدہ سرمایہ، حصص پر بیمہ کھاتے کا بیلنس، ذخائر (عام اور بونس حصص جاری کرنے کے لیے)، غیر مختص شدہ منافع نقصان اور اقلیتی مفاد شامل ہیں۔ بنیادی سرمایہ کسی ادارے کی بقا کو لاحق

خطرات سے بچاؤ میں اہم کردار ادا کرتا ہے اور اس کی اہمیت کا اندازہ بازل دوم (بازل سوم کے نام سے مشہور) میں ہونے والے حالیہ اضافوں سے لگایا جاسکتا ہے جس میں بنیادی سرمائے کی صورتحال کو مزید بہتر بنانے پر زور دیا گیا ہے اور مجموعی سرمائے میں اس کا حصہ بڑھانے کی حوصلہ افزائی کی گئی ہے۔

سطح اول کے اعداد و شمار سے ظاہر ہوتا ہے کہ کل 40 جدولی بینکوں میں سے 30 بینکوں نے اپنے بنیادی سرمائے میں اضافہ کیا ہے جبکہ باقی 10 بینکوں (بینکاری نظام کے مجموعی اثاثوں میں 7.1 فیصد حصہ رکھنے والے) کے بنیادی سرمائے میں کمی آئی ہے۔ خالص بنیادوں پر پوری صنعت کے بنیادی سرمائے میں 77.8 ارب روپے (گذشتہ برس کے مقابلے میں 18.7 فیصد اضافہ) کا اضافہ ہوا ہے۔ یہ امر باعث دلچسپی ہے کہ بنیادی سرمائے میں ہونے والے اضافے میں 5 بڑے بینکوں کا حصہ 64.2 فیصد ہے۔

کم از کم مطلوبہ سرمائے کی رقم کے علاوہ بینکوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ خطرہ بہ وزن اثاثوں کے مطابق اپنا سرمایہ برقرار رکھیں۔ آخر 2009ء کے لیے کم از کم سرمائے



اور خطرہ بہ وزن اثاثوں (سی اے آر) کا تناسب 10 فیصد تھا۔ پورے بینکاری شعبے میں شرح کفایت سرمایہ (سی اے آر) کی تقسیم کے بارے میں تفصیلات میں جانے سے قبل خطرہ بہ وزن اثاثوں کے متعلق جاننے سے بینکوں میں خطرات سہنے کی صلاحیت کو سمجھنے میں مدد مل سکتی ہے۔ آخر 2009ء تک بینکاری شعبے کی جامع بیلنس شیٹ سے ظاہر ہوتا ہے کہ بینکوں نے 4,262.5 ارب روپے کے خطرہ بہ وزن اثاثے رکھے ہیں جو 2008ء کے مقابلے میں 4.4 فیصد زیادہ ہے۔ خطرہ بہ وزن اثاثوں میں ہونے والی یہ مجموعی بینکاری اثاثوں میں ہونے والی 15.8 فیصد نمو کے مقابلے میں کافی کم ہے۔ خطرہ بہ وزن اثاثوں کی نمو میں اس سمت نمو کی عکاسی بینکاری شعبے کی حکومت کو قرض گاری میں اکتشاف کی بلند سطح سے ہوتی ہے جس کا سبب پی ایس ایز اور وفاقی حکومت کو اجناس کی خریداری کے لیے دیے گئے قرضوں اور حکومتی تمسکات پر سرمایہ کاریوں میں نمایاں اضافہ ہے۔ مذکورہ دونوں عوامل کے خطرے کا وزن کم ہوتا ہے۔ ان تبدیلیوں نے بازل دوم کے تحت خطرہ بہ وزن شرح کفایت سرمایہ پر مثبت اثرات مرتب کیے اور یہ 2008ء کے 12.3 فیصد سے بڑھ کر 2009ء میں 14 فیصد ہو گیا (شکل 4.35)۔ اس پیش رفت کے باعث بنیادی سرمائے اور خطرہ بہ وزن اثاثوں کا تناسب 10.2 سے بڑھ کر 11.6 فیصد ہو گیا۔

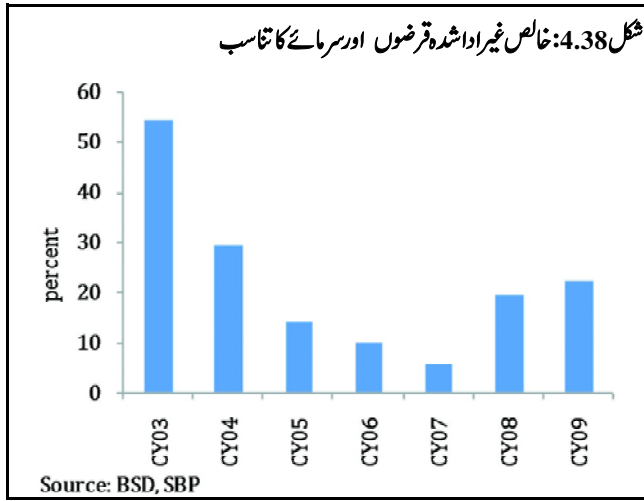
شرح کفایت سرمایہ کی بینک دار معلومات سے نشاندہی ہوتی ہے کہ 40 میں سے 34 بینکوں (مجموعی اثاثوں میں 93.6 فیصد حصہ رکھنے والے) میں یہ شرح 2009ء کی مطلوبہ 10 فیصد سطح سے زائد ہے۔ باقی رہ جانے والے چھ بینک جن کی شرح مطلوبہ معیار سے کم ہے ان میں 2 سرکاری، ایک تخصیصی اور 3 مقامی نجی بینک شامل ہیں۔

شکل 4.36 سے ظاہر ہوتا ہے کہ مارکیٹ میں انفرادی بنیادوں پر 5 فیصد سے زائد حصہ رکھنے والے 6 بینکوں کی اوسط شرح کفایت سرمایہ 15.1 فیصد ہے۔ کفایت سرمایہ میں بہتری کا جائزہ اس حقیقت سے بھی لیا جاسکتا ہے کہ 10 فیصد کی کم از کم مطلوبہ سطح برقرار رکھنے والے بینکوں کا اثاثوں میں حصہ 2009ء میں بڑھ کر 93.4 فیصد ہو گیا ہے جو 2008ء میں 56.3 فیصد تھا (شکل 4.37)۔

4.4.3 بینکاری شعبے کی استقامت

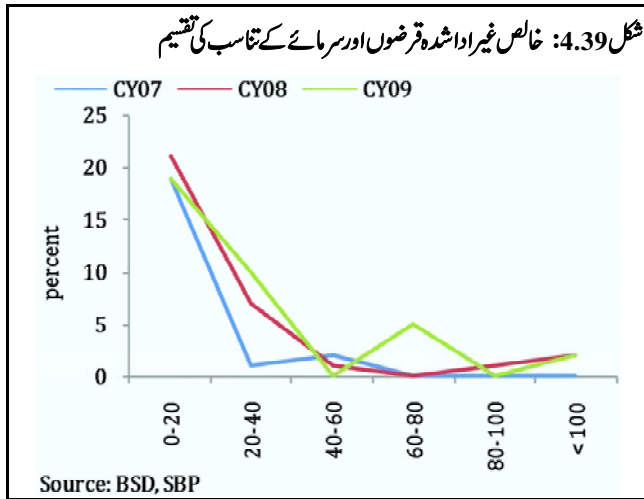
بینکاری صنعت کے خاکہ خطر اور اس میں خطرات مول لینے کی صلاحیت کے تجزیے سے نشاندہی ہوتی ہے کہ ان کے خاکہ خطر میں کچھ بہتری آئی ہے جبکہ 2009ء میں مجموعی ایکویٹی کے لحاظ سے بینکوں کی خطرات مول لینے کی صلاحیت میں حوصلہ افزا پیش رفت ہوئی ہے۔ اس سیکشن میں بینکوں کے سرمائے کی بنیاد اور انفرادی عامل دباؤ

کی جانچ یا حساسیت کے تجزیے کے لحاظ سے اثاثہ جاتی معیار میں بگاڑ کے ممکنہ خطرے کے اثرات کا جائزہ لیتے ہوئے بینکاری نظام کی استقامت کی جانچ کی گئی ہے۔



خالص غیر ادا شدہ قرضوں (غیر ادا شدہ قرضے جن کی تمویں سے مطابقت کی گئی ہے) کو بینکوں کی ادائیگی قرض کی صلاحیت کو لاحق ممکنہ خطرات کی پیمائش کا اہم اظہار یہ سمجھا جاتا ہے۔ 2009ء میں بینکوں کے خالص غیر ادا شدہ قرضے بڑھ کر 147 ارب روپے ہو گئے جو گذشتہ برس 121 ارب روپے کی سطح پر تھے اس طرح ان میں 21.5 فیصد سال بسال اضافہ دیکھنے میں آیا ہے۔ 2008ء کے 19.4 فیصد کے مقابلے میں خالص غیر ادا شدہ قرضوں و سرمائے کے تناسب میں مزید بگاڑ آیا ہے اور یہ آخر 2009ء تک 22.3 فیصد ہو گیا (شکل 4.38)۔ اگر خالص غیر ادا شدہ قرضوں کی رقم کو بینکوں کی سرمایہ جاتی بنیاد سے براہ راست منہا کر لیا جائے تب مجموعی شرح کفایت سرمایہ گر کر 10.6 فیصد ہو جائے گی جو کہ 10.6 فیصد کی

مطلوبہ سطح سے بلند ہے۔ تاہم مجموعی طور پر سرمایہ جاتی بنیاد کو خطرات قابل انتظام حدود میں دکھائی دیتے ہیں لیکن شاید انفرادی بینکوں کے لیے ایسا نتیجہ اخذ نہیں کیا جاسکتا۔



بینک وار معلومات سے ظاہر ہوتا ہے کہ 2009ء کے دوران مجموعی اثاثوں میں 4.2 فیصد حصہ رکھنے والے صرف 3 بینکوں (2008ء کے صرف 07 بینکوں کے مقابلے میں) کا مجموعی تناسب منفی ہے۔ مزید برآں مجموعی اثاثوں میں 70 فیصد حصہ رکھنے والے 20 بینکوں کے خالص غیر ادا شدہ قرضوں اور سرمائے کا تناسب 20 تا 200 فیصد کی حد میں ہے جو صنعت کی اوسط (22.3 فیصد) سے کم ہے (شکل 4.39)۔ توقع کی جاسکتی ہے کہ یہ بینک اپنی سرمایہ جاتی بنیاد پر خالص غیر ادا شدہ قرضوں کے ممکنہ اثرات کا بہتر انتظام کرنے کی پوزیشن میں ہیں۔ 2008ء کی طرح، 2 بینکوں کا تناسب 100 فیصد سے زائد ہے۔ ان میں سے ایک درمیانے حجم والا بینک جبکہ دوسرا چھوٹا بینک ہے۔

اگرچہ ان بینکوں سے کسی قسم کا کوئی نظم خطرہ لاحق نہیں ہے لیکن ان کی کڑی نگرانی کرنے کی ضرورت ہے۔ مزید تفصیلات سے ظاہر ہوتا ہے کہ پانچ بینکوں کے خالص غیر ادا شدہ قرضوں اور سرمائے کا تناسب 60 تا 80 فیصد تک ہے تاہم بینکاری صنعت کے مجموعی اثاثوں میں ان کا حصہ صرف 2.7 فیصد بنتا ہے۔ اس تمام معلومات سے ظاہر ہوتا ہے کہ صنعت میں چھوٹا حصہ رکھنے والے چند چھوٹے بینکوں کو اپنی سرمایہ جاتی بنیاد میں مسلسل کمی کا سامنا ہے تاہم شعبے میں غالب حصہ رکھنے والے بینک اثاثہ جاتی معیار میں مزید بگاڑ سے ہونے والے نقصانات کو جذب کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔

بینکاری شعبے کی استقامت جانچنے کا ایک اور طریقہ ایک عامل حساسیت کے تجزیے⁵⁰ پر مبنی ہے اور خطرات کے تین اہم عوامل کو مد نظر رکھ کر کیا جاتا ہے: خطرہ منڈی، خطرہ قرض اور خطرہ سیالیت۔⁵¹ خطرات کے عوامل میں تبدیلی کی شدت (بادیاد کی جانچ کے طریقے کے لحاظ سے 'دھچکا') ہر متغیر میں تاریخی تغیر پذیری اور فرضی منظر ناموں پر مبنی مستقبل کی حرکت پذیری کے تجزیے سے اثرات قبول کرتی ہے۔ تجزیے میں استعمال کیے جانے والے مخصوص دھچکوں کا خلاصہ جدول 4.18 میں دیا گیا ہے۔ ان دھچکوں کے حقیقت پسندانہ اثرات اخذ کرنے کے لیے بازل دوم فریم ورک کے تحت شرح کفایت سرمایہ کے دھچکے کے بعد کی سطح کو معلوم کرتے ہوئے منافع میں تبدیلیوں کی یکسوئوں سے مطابقت کی گئی ہے۔ ہر منظر نامے میں دھچکے کے بعد کی شرح کفایت سرمایہ کا تقابل آخر سال پر 10 فیصد کے کم از کم مطلوبہ سرمائے

50 اس سیکشن میں استعمال کی جانے والی معلومات شعبہ بینکاری نگرانی نے فراہم کی ہیں جبکہ نتائج آخر دسمبر 08ء کے غیر آڈٹ شدہ سرمایہ اعداد و شمار پر مبنی ہیں۔

51 دباؤ کی جانچ کے لیے ہونے والی دیگر مشقوں کی طرح یہ نتائج متوقع صورتحال کی پیش گوئی نہیں ہیں کیونکہ قابل یقین لیکن انتہائی نوعیت مغروضات کے تحت منظر نامے اس بنیاد پر تشکیل دیے گئے ہیں کہ "اگر ایسا ہو تو کیا ہوگا"۔

سے کیا جاتا ہے تاکہ مخصوص دھچکوں کے مقابلے میں بینکوں کی استقامت کی جانچ کی جاسکے۔ اس عمل میں متعدد مضمر اور واضح مفروضات کو ایک نمبر دیا جاتا ہے۔

جدول 4.18: آخری نمبر کے اعداد و شمار پر مبنی شرح کفایت سرمایہ پر خطرات کے عوامل کے دھچکے اور اثر		
دھچکے	شرح کفایت سرمایہ پر اثر	بعد کے دھچکے
خطرہ قرض		
سی-1: خراب معیار میں شامل ہونے والے 15 فیصد ادا شدہ قرضے، خراب معیار سے مشکوک میں شامل ہونے والے 15 فیصد، مشکوک سے نقصان میں آنے والے 25 فیصد قرضے	(1.61)	12.51
سی-2: قرضوں کی درجہ بندی کی تہی: ادائے ای ایم کے غیر ادا شدہ قرضوں کے لیے 25 فیصد، خراب معیار کے لیے 50 فیصد اور مشکوک زمرے کے لیے 100 فیصد تمویل کی ضرورت ہوتی ہے	(1.70)	12.42
سی-3: ٹیکسٹائل شعبے کو براہ راست دیئے گئے قرضوں کا 25 فیصد	(0.81)	13.31
سی-4: صارفی قرضوں (کاروں کے قرضے، ذاتی قرضے و پائیدار صارفی اشیا) کے 25 فیصد کو مشکوک زمرے میں شامل کیا گیا	(0.28)	13.84
سی-5: نازک واپائی تناسب، غیر ادا شدہ قرضوں اور قرضوں کا تناسب جہاں سرمایہ ختم ہو جاتا ہے	(14.12)	-
خطرہ منڈی: خطرہ شرح سود		
آئی آر 1: شرح سود میں 200 بیس پوائنٹس تک اضافہ	(0.53)	13.59
آئی آر 2: شرح سود میں 300 بیس پوائنٹس تک اضافہ	(0.79)	13.33
آئی آر 3: شرح سود میں 400 بیس پوائنٹس تک اضافہ	(1.06)	13.06
آئی آر 4: شرح سود میں 500 بیس پوائنٹس تک اضافہ	(1.33)	12.79
آئی آر 5: تبدیلی کے ساتھ تین سالہ تسکات میں 300، 500 اور 200 پوائنٹس بڑھانے سے خط یافت کے ہجکاؤ کے ساتھ تبدیلی	(0.58)	13.54
خطرہ منڈی: خطرہ شرح مبادلہ		
ای آر 1: شرح مبادلہ میں 25 فیصد کمی		
ای آر 2: شرح مبادلہ میں 5 فیصد اضافہ و قدر	0.58	14.70
خطرہ منڈی: خطرہ ایکویٹی زرخ		
ای کیو-1: ایکویٹی زرخوں میں 30 فیصد کمی	(0.11)	14.01
ای کیو-2: ایکویٹی زرخوں میں 50 فیصد کمی	(0.24)	13.88
منڈی قرضوں کے مشترکہ دھچکے		
مشترکہ-1: شرح سود میں اضافہ ہوتا ہے (2 فیصد)، ٹیکسٹائل شعبے کے قرضوں (25 فیصد) میں بگاڑ سے یہ قرضے منفی درجہ بندی کے ساتھ مشکوک کے زمرے میں شامل ہو جائیں گے اور ایکویٹی زرخوں میں 30 فیصد اضافہ ہوگا۔	(1.46)	12.66
مشترکہ-2: قرضہ جزدان میں بگاڑ (ادا شدہ سے مشکوک: 15 فیصد، خراب معیار سے مشکوک: 15 فیصد، مشکوک سے نقصان 20 فیصد) ایکویٹی زرخوں میں کمی (50 فیصد)	(1.86)	12.26
خطرہ سیالیت ☆		
ایل-ون: صارفی امانتوں کے مسلسل پانچ دنوں تک 2، 5، 10 اور 10، اور 10 فیصد تک نکلائے جانے سے		
☆ چوتھے اور پانچویں روز غیر سیال امانتوں کی تعداد	2	5
ماخذ: اسٹیٹ بینک کا حساب		

نتیجہ سے پتہ چلتا ہے کہ شرح کفایت سرمایہ پر اثرات کے حوالے سے خطرہ قرض کے عامل کو بالادستی حاصل ہے۔ قرضے کے دھچکوں میں سی 1 سب سے زیادہ سخت ہے اور اس کے نتیجے میں بینکاری شعبے کی مجموعی شرح کفایت سرمایہ میں 12.42 فیصد تک کمی ہو سکتی ہے جبکہ دھچکے کے بعد مجموعی شرح کفایت سرمایہ 10 فیصد کے کم از کم مطلوبہ نشانہ سے زائد ہے۔ 6 بینکوں کے علاوہ جن 3 بینکوں کی شرح کفایت سرمایہ مطلوبہ سطح سے کم ہے انہیں ایسی صورتحال میں اپنی متعلقہ شرحوں میں بگاڑ کا تجربہ ہوگا۔

ٹیکسٹائل کے شعبے میں قرضے کا ارتکاز پورے بینکاری شعبے کے لیے باعث تشویش ہے کیونکہ صنعت کے مجموعی قرضہ جزدان میں اس کا حصہ 19.9 فیصد بنتا ہے۔ صرف ٹیکسٹائل شعبے کے قرضوں کے معیار میں بگاڑ کے ہی بینکوں کی شرح کفایت سرمایہ پر خاصے اثرات مرتب ہو سکتے ہیں کیونکہ اگر اس کے قرضوں کے معیار میں 25 فیصد بگاڑ فرض کر لیا جائے تو شرح کفایت سرمایہ 13.31 فیصد تک گر سکتی ہے۔ غیر ادا شدہ قرضوں کے مشکوک زمرے کے لیے 50 فیصد تمویل کی شرط سے اس دھچکے کا اثر قدرے کم ہوگا کیونکہ کسی بھی انفرادی بینک کی شرح کفایت سرمایہ اس دھچکے کے اطلاق سے متاثر نہیں ہوئی۔

’نازک انفیکشن تناسب‘ جو متاثرہ غیر ادا شدہ قرضوں اور قرضوں کا تناسب ہوتا ہے اس کا نتیجہ بینکاری نظام میں سرمائے کے خاتمے پر منتج ہوتا ہے وہ 29.8 فیصد ہے جبکہ اس کی موجودہ سطح 12.9 فیصد بنتی ہے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ قرضہ جزدان کے معیار میں بگاڑ اپنی موجودہ سطح سے دگنا ہو تب یہ بینکاری نظام کی ایکویٹی کے خاتمے کا باعث بن سکتا ہے۔

بینکاری شعبے میں خطرہ منڈی (شرح سود، شرح مبادلہ اور ایکویٹی نرخ کی حرکت پذیری) کے مختلف دھچکوں سے نمٹنے کے لیے مناسب قوت موجود ہے۔ خطرہ منڈی کے دھچکوں سے بیشتر بینکوں کی شرح کفایت سرمایہ متاثر نہیں ہوگی۔ اس سے صرف وہ بینک متاثر ہوں گے جن کی دھچکے سے قبل کی شرح کفایت سرمایہ 10 فیصد سے کم تھی۔

خطرہ منڈی اور خطرہ قرض کا مشترکہ اطلاق کرتے ہوئے اگر 15 فیصد ادا شدہ قرضوں کا معیار بگڑ غیر معیاری ہو جائے تب غیر معیاری یا مشکوک کے 15 فیصد، مشکوک تا نقصان کے 25 فیصد کے علاوہ ایکویٹی نرخوں میں 50 فیصد تک کی ہو سکتی ہے جو دھچکے کی سب سے بڑی مشق ہے۔ اس دھچکے سے مجموعی شرح کفایت سرمایہ 210 بی پی ایس کی کے ساتھ 11.9 فیصد ہو جائے گی۔

خطرہ سیالیت کے حوالے سے بینکوں کی استقامت جانچنے کے لیے پانچ دنوں تک کامیابی کے ساتھ امانتیں نکلوانے کے 2، 5، 10، 10 اور 10 فیصد دھچکوں کا بینکاری شعبے پر خاص اثر پڑ سکتا ہے۔ دھچکوں کے نتائج سے نشاندہی ہوتی ہے کہ تمام بینک اس دھچکے کو تین مسلسل دنوں تک برداشت کر سکتے ہیں جس کے بعد تیسرے اور چوتھے روز درمیانے درجے کے بینک امانتیں نکلوانے کی ذمہ داری سے عہدہ برآ ہونے کے لیے اپنے غیر سیال اثاثوں کو فروخت کرنے پر مجبور ہو جائیں گے۔ پانچویں روز 5 کے گروپ میں سے ایک بینک کو غیر سیال اثاثے فروخت کرنا ہوں گے۔

آخر 2010ء تک کے ڈیٹا کے مطابق حساسیت کے تجزیے کے نتائج سے پتہ چلتا ہے کہ بینکاری نظام میں ادائیگی قرض کی مضبوط صلاحیت کے باعث قرضوں، سیالیت اور خطرہ منڈی کے عوامل میں کسی بھی قسم کی منفی پیش رفت کے باعث نظام کے پاس نقصانات کو جذب کرنے کی بھرپور صلاحیت موجود ہے۔

4.5 ماحصل

2008ء میں بینکاری شعبے کو بحران کا سامنا کرنا پڑا تھا لیکن اس کے بعد 2009ء کے دوران بینکاری شعبے نے خود کو خطرات سے باہر نکالتے ہوئے اپنے اثاثہ جاتی جزدان میں قرضوں کے بجائے سرمایہ کاریوں کو بڑھانے پر ترجیح دی اور اسے دوبار متوازن بنا دیا۔ بینکوں کی جانب خطرہ قرض میں کمی کی عکاسی ان کوششوں سے ہوتی ہے: (1) حکومتی تمسکات میں سرمایہ کاری کا رجحان اور (2) بینکوں کی جانب سے نجی شعبے کو قرضوں کی فراہمی کے بجائے حکومت کی مالکاری ضروریات پوری کرنے کو ترجیح دینا جبکہ معاشی سرگرمیوں میں سست روی کے باعث نجی شعبے کے قرضوں کی طلب معدوم رہی۔

غیر ادا شدہ قرضوں کی نمونہ خطرہ قرض کا ایک اہم اظہار یہ ہے جس میں سست روی آئی ہے اور قرضوں میں توسیع کے بجائے سرمایہ کاریوں پر زور دینے سے توقع ہے کہ 2010ء میں تمویں کے اخراجات پر مثبت اثرات مرتب ہوں گے۔ مزید برآں 2009ء کے دوران اسٹیٹ بینک کی نرم زری پالیسی کا خطرہ منڈی پر اچھا اثر پڑا ہے لیکن اس پالیسی میں مراجعت سے خطرہ منڈی اور خطرہ قرض دونوں کے لیے خاصے مضمرات ہو سکتے ہیں کیونکہ بلند شرح ہائے سود قرض گرووں میں واپسی کی صلاحیت کمزور ہو جاتی ہے۔

یہ امر قابل ذکر ہے کہ 2009ء میں بینکاری شعبے کی نفع یابی کا جھکاؤ پوری صنعت کے بجائے 10 سرفہرست کھلاڑیوں کی جانب رہا جو کچھ درمیانے اور چھوٹے حجم کے بینکوں کو مسلسل درپیش مشکلات کو ظاہر کرتا ہے، خصوصاً قرضوں میں نقصانات پر تمویں کی بلند سطح نے ان کی آمدنی کو بری طرح متاثر کیا ہے اور اس کے نتیجے میں ان کے لیے کم از کم سرمائے کی شرائط پر عملدرآمد مشکل ہو گیا ہے۔

ایک عامل دباؤ کی جانچ پر مبنی حساسیت کے تجزیے سے ظاہر ہوتا ہے کہ بینکاری شعبے کے پاس خطرہ منڈی، خطرہ قرض اور دونوں کے مشترکہ مختلف قسم کے دھچکوں کو برداشت کرنے کے لیے کافی سرمایہ موجود ہے۔ بینک وار معلومات سے ظاہر ہوتا ہے کہ مشکلات کا شکار کچھ چھوٹے بینکوں کے علاوہ انفرادی اداروں نے خطرات جذب کرنے کی گنجائش میں مزید اضافہ کیا ہے اور توقع ہے کہ وہ خطرات کے عوامل میں ممکنہ بگاڑ سے نمٹ سکتے ہیں۔

2010ء کی پہلی ششماہی کے دوران بینکاری شعبے میں پیش رفت۔ ایک مختصر جائزہ⁵²

2008ء بینکاری شعبے کے لیے ایک دشوار سال تھا اور خطرات کے عوامل میں ہونے والی منفی تبدیلیوں نے اس کی استقامت کا سخت امتحان لیا جبکہ 2009ء خطرات کم کرنے کا سال تھا جس میں اثاثوں کو قرضوں کے بجائے سرمایہ کاریوں کے لیے مختص کیا گیا اور اثاثاتی جاتی معیار میں تیزی سے بگاڑ میں نمایاں سست روی دیکھنے دیکھی

⁵² تفصیلی تجزیہ آخر مارچ اور جون 2010ء کو ختم ہونے والی سرمایہ کاریوں کے بینکاری نظام کی کارکردگی کے سرمایہ جائزے میں کیا گیا ہے، شعبہ بینکاری نگرانی، بینک دولت پاکستان۔

گئی۔ 2009ء میں بتدریج معاشی بحالی کا عمل اگر کمزور تھا لیکن اس سے بینکاری شعبے کو اپنے قرضوں کے خاکہ خطر کو بہتر بنانے میں مدد ملی۔

2010ء کی پہلی ششماہی سے معاشی بحالی استحکام کے عمل کو گرانی کے دباؤ کا سامنا ہے۔ جنوری 2010ء میں گرانی بلحاظ صارف اشاریہ قیمت دسمبر 09ء کے 10.5 فیصد سے بڑھ کر 13.7 فیصد تک پہنچ گئی اور جون 10ء تک اسی سطح پر رہنے کے بعد 12.7 فیصد پر آ گئی۔ بتدریج بحال ہوتی معاشی نمو کو مد نظر رکھتے ہوئے اسٹیٹ بینک نے زیادہ محتاط موقف اختیار کرنے کا فیصلہ کیا اور جنوری، مارچ اور مئی 2010ء کے زری پالیسی بیان فیصلوں میں پالیسی ڈسکاؤنٹ ریٹ میں کوئی تبدیلی نہیں کی گئی۔ تاہم جولائی 10ء میں زری نرمی کی جگہ سختی نے لے لی اور ڈسکاؤنٹ ریٹ 50 بی پی ایل کے اضافے کے ساتھ بڑھ کر 13 فیصد ہو گیا جبکہ ستمبر 2010ء میں مزید 50 بی پی ایل بڑھا دیا گیا۔

ایسے ماحول کار میں 2010ء کی پہلی ششماہی کے دوران بینکوں کے نفع یا بی، ادا یئگی قرض کی صلاحیت اور دیگر اظہاریوں کی کارکردگی میں معتدل بہتری دیکھنے میں آئی ہے۔ خطرات مول لینے اور جذب کرنے میں مشکلات سے مسلسل دوچار چند چھوٹے بینکوں کے علاوہ بینکاری نظام نے تیزی سے بدلتے ہوئے کاروباری حالات اور منسلک خطرات کے مقابلے میں مجموعی طور پر استقامت کا مظاہرہ کیا ہے۔

2009ء میں اثاثہ جاتی بنیاد کے اجزائے ترکیبی کی طرح 2010ء کے پہلے نصف حصے میں اضافی اثاثوں کا جھکاؤ قرضوں کے بجائے سرمایہ کاریوں کی جانب رہا۔ مختلف نقصان دہ عوامل کے تاخیر سے مرتب ہونے والے اثرات قرض گیسوں میں رقوم واپس کرنے کی صلاحیت کے لیے امتحان ثابت ہوئے جس سے بینکوں کے خطرات مول لینے سے گریز پر مبنی رجحان کو مزید تقویت حاصل ہوئی۔ 2009ء میں اضافی غیر ادا شدہ قرضوں (این پی ایلز) کی نمونہ کافی کی آئی تھی۔ 2010ء کی پہلی ششماہی میں بھی قرضہ جزدان کو لاحق مجموعی خطرات میں کم ہوئے اور غیر ادا شدہ قرضوں کی نمو 6.4 فیصد رہی۔ اس سے قطع نظر پہلے سے درجہ بند قرضوں کے خراب معیار سے نقصان کے زمرے میں شمولیت کے نتیجے میں اس کے لیے نمونہ میں مزید رقوم مہیا کرنا پڑیں۔

مذکورہ پس منظر کو مد نظر رکھتے ہوئے اس سیکشن میں 2010ء کی پہلی ششماہی کے دوران بینکاری شعبے کی مالی کارکردگی کا مختصر جائزہ لیا گیا ہے۔

2009ء میں 15.8 فیصد کی نمو کے بعد 2010ء کی پہلی ششماہی کے دوران بینکوں کی اثاثہ جاتی بنیاد میں صرف 3.9 فیصد اضافہ ہو سکا ہے۔ سہ ماہی اعداد و شمار سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ نمو بڑی حد تک سال کی دوسری سہ ماہی میں مرکوز رہی ہے۔ 2010ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران اثاثوں میں 1.5 فیصد کی آئی لیکن دوسری سہ ماہی میں ہونے والی 5.4 فیصد نمو نے اس کے اثرات کو زائل کر دیا۔ اثاثوں کے مختلف اجزاء کی مزید تفصیلات سے ظاہر ہوتا ہے کہ اثاثوں میں کمی کا سبب قرضوں کی خالص واپسی اور سرمایہ کاری کی نمونہ سست روی ہے۔

جیسا کہ اس جائزے کے تعارف میں بیان کیا گیا ہے کہ اثاثوں کے اجزائے ترکیبی کا جو رجحان 2009ء میں دیکھنے میں آیا تھا وہ 2010ء کی پہلی ششماہی میں بھی جاری رہا اور بینک اپنے اثاثہ جاتی جزدان میں سرمایہ کاریوں کے حصے میں اضافہ کرتے رہے۔ تاہم اگر اس کا تقابل 2009ء کی پہلی ششماہی میں ہونے والی 30.9 فیصد نمو سے کیا جائے تو 2010ء کی پہلی ششماہی کے دوران سرمایہ کاریوں کی نمو کم ہو کر 8 فیصد پر آ گئی ہے۔ دوسری جانب 2010ء کی پہلی ششماہی کے دوران قرضہ جزدان میں 0.5 فیصد کی خالص واپسی دیکھی گئی اور اثاثوں میں اس کا حصہ 2009ء کے 49.7 فیصد سے گر کر 47.6 فیصد پر آ گیا۔

بینکوں کے قرضہ جزدان سے ظاہر ہوتا ہے کہ 2010ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران گندم، کپاس و دیگر کے لیے حاصل کی جانے والی اجناس کی مالکاری میں سے 13 فیصد واپس کر دیا گیا۔ تاہم 2010ء کی دوسری سہ ماہی کے دوران اس میں 33 فیصد اضافہ ہو گیا۔ قرضوں کی نمونہ معمولی کمی کی عکاسی کارپوریٹ، ایس ایم ایز، زراعت اور صارفین کی مالکاری سمیت اہم اجزاء کے واجب الادا قرضوں میں کمی سے ہوتی ہے۔ ان رقوم کی واپسی کے علاوہ حکومت بینکوں کے قرضوں کی سب سے بڑی استعمال کنندہ رہی اور آخر 2010ء تک مجموعی قرضوں میں اس کا حصہ بڑھ کر 18.4 فیصد ہو گیا۔ اثاثوں کے آمیزے میں مسلسل تبدیلی کا خالص اثر یہ مرتب ہوا کہ بینکوں کے مجموعی قرضوں میں معیشت کی نمونہ انجن کی حیثیت رکھنے والے نجی شعبے کے حصے میں کمی آنا شروع ہو گئی ہے۔

بینکوں کی فنڈنگ کی بنیاد کے تفصیلی جائزے سے ظاہر ہوتا ہے کہ 2010ء کے پہلے نصف حصے کے دوران اثاثوں میں ہونے والی توسیع امانتوں میں اضافے کا نتیجہ تھی جن میں پہلی سہ ماہی کے دوران 7.1 فیصد کی نمو ہوئی۔⁵³ تاہم ایسا اضافہ 2009ء کی دوسری سہ ماہی کے دوران دیکھا گیا تھا جبکہ اس کی وجوہات میں اجناس کی مالکاری

⁵³ امانتوں میں ہونے والی نمونہ کل وقتی امانتوں کا حصہ 8.8 فیصد اور نجی شعبے کا 8.1 فیصد بنتا ہے۔

جدول 4.19: اہم مالی اظہار				
فیصد				
2010ء، 1 ش	2009ء	2009ء، 1 ش	2008ء	
3.9	15.8	7.7	8.8	اثاثوں کی نمو
8.0	59.9	30.2	-14.8	سرمایہ کاریوں کی نمو
-0.5	2.1	-0.8	18.0	قرضوں کی نمو
13.9	14.0	13.5	12.3	خطرہ پہ وزن شرح کفایت سرمایہ ☆
11.7	11.6	11.3	10.2	سطح اول کا سرمایہ اور خطرہ پہ وزن اثاثے ☆
12.9	12.6	11.5	10.5	غیر ادا شدہ قرضے اور قرضوں کا تناسب
73.2	69.9	70.2	69.6	تموین اور غیر ادا شدہ قرضے
17.2	20.4	18.6	19.4	خالص غیر ادا شدہ قرضے اور سرمایہ
1.1	0.9	1.0	0.8	اثاثوں پر منافع، بعد از ٹیکس
10.8	8.9	9.5	7.8	ایکویٹی پر منافع، بعد از ٹیکس
34.2	32.7	31.2	28.2	سیال اثاثے اور مجموعی اثاثے
63.0	67.7	69.6	75.2	قرضے اور مائتیں
☆ 2008ء اور 2009ء کی پہلی ششماہی کے اعداد و شمار بازل دوم فریم ورک پر مبنی ہیں۔ ماخذ: شعبہ بینکاری گرائی، بینک دولت پاکستان				

کے لیے قرضوں کی توسیع پر ضارب کا اثر اور بینکوں کی جانب سے آخر جون کے اہداف حاصل کرنے کے لیے امانتیں جمع کرنے کی کوششیں ہیں۔ امانتوں کی طرح 2010ء کی پہلی ششماہی میں مجموعی قرض گیری میں 14.2 فیصد کمی آئی ہے (جبکہ 2009ء کی پہلی ششماہی کے دوران اس میں 11.1 فیصد اضافہ ہوا تھا)۔ تفصیلی اعداد و شمار سے ظاہر ہوتا ہے کہ حاصل کی گئی قرض گیری جو مجموعی قرض گیری کا 83.6 فیصد بنتی ہے اس میں 2010ء کی پہلی ششماہی کے دوران 18.8 فیصد کمی آئی ہے۔ مجموعی طور پر اسٹیٹ بینک اور بین ال بینک منڈی سے قرض گیری میں کافی کمی آئی ہے۔

2009ء کے پہلے نصف حصے کے دوران ایکویٹی بنیاد میں دو ہندسی نمو کے مقابلے میں 2010ء کی پہلی ششماہی میں بینکاری نظام کی ایکویٹی صرف ایک فیصد بڑھ سکی۔ جزوار تفصیلات سے ظاہر ہوتا ہے کہ اگر 2009ء کی پہلی ششماہی میں ہونے والے 3.4 فیصد اضافے سے تقابل کیا جائے تو 2010ء کی پہلی ششماہی

کے دوران بینکوں کے ذخائر میں 8.3 فیصد کمی آئی ہے۔ ایکویٹی کی نمو کو متاثر کرنے والا ایک اور اہم عامل اثاثوں کی باز قدر پیمائی ہے جس میں 2010ء کی پہلی ششماہی کے دوران 17.1 فیصد خسارہ ریکارڈ کیا گیا جو 2009ء کی پہلی ششماہی میں 62.2 فیصد فاضل رہا تھا۔

غیر ادا شدہ قرضوں کی بینکاری نظام میں خطرہ قرض کا ایک اہم اظہار یہ ہے جس میں 2010ء کی پہلی ششماہی میں مسلسل کمی کا رجحان رہا اور یہ گزشتہ سال کے مقابلے میں صرف 6.4 فیصد بڑھ سکا۔ بینکوں کے غیر ادا شدہ قرضوں میں اس معمولی اضافے اور قرضوں میں کمی نے غیر ادا شدہ قرضوں و قرضوں کے تناسب پر اثرات مرتب کیے اور یہ 12.9 فیصد ہو گیا جبکہ آخر 2009ء تک یہ 12.6 فیصد تھا۔ اضافی غیر ادا شدہ قرضوں کی نمو میں سست روی کے باوجود 2010ء کی پہلی ششماہی میں تموین کے اخراجات میں اضافہ ہوا ہے۔ بینکاری شعبے نے 2010ء کی پہلی ششماہی کے دوران 30.4 ارب روپے تموین کی مد میں مختص کیے جو گزشتہ برس کی اس مدت میں ریکارڈ کیے جانے والے 41.8 ارب روپے کے مقابلے میں کافی کم ہے۔ مطلق معنوں میں بینکوں کے خالص غیر ادا شدہ قرضے (غیر ادا شدہ قرضے تموین کا خالص) 2010ء کی پہلی ششماہی کے آخر تک 123.1 ارب روپے تک پہنچ گئے۔

غیر ادا شدہ قرضوں کا زمرہ وار جائزہ ظاہر کرتا ہے کہ نقصان کے زمرے میں غیر ادا شدہ قرضوں کے بہاؤ میں مسلسل اضافہ ہوتا رہا اور 2010ء کی پہلی ششماہی میں یہ بڑھ کر 28.4 فیصد ہو گیا۔ اس سے پرانے ہوتے غیر ادا شدہ قرضوں کی خراب سے نقصان کے زمرے میں شمولیت کے باعث تموین کی اضافی ضرورت ظاہر ہوتی ہے۔ نتیجتاً 2010ء کی پہلی ششماہی کے دوران تموین کی کوریج کا تناسب بڑھ کر 73.2 فیصد پر پہنچ گیا جو آخر 2009ء میں 69.9 فیصد پر تھا۔

بینکوں کے اثاثوں کے اجزائے ترکیبی کی قرضوں سے سرمایہ کاری میں منتقلی نے بینکاری نظام کی سیالیت کے خاکے پر مثبت اثرات مرتب کیے ہیں اور 2010ء کی پہلی ششماہی میں مجموعی اثاثوں میں سیال اثاثوں کا حصہ بڑھ کر 34.2 فیصد پر پہنچ گیا ہے جو آخر 2009ء میں 32.7 فیصد تھا۔ سیالیت کے امکانات میں بہتری کی عکاسی سیالیت کے ایک اور اہم اظہار یعنی قرضوں اور امانتوں کے تناسب میں کمی سے بھی نمایاں ہے جو آخر 2010ء میں 63 فیصد ہو گیا جبکہ 2009ء میں 67.7 فیصد تھا۔ 2010ء کی پہلی ششماہی کے دوران اس پیش رفت کی وجہ امانتوں میں 7.1 فیصد اضافہ اور قرضوں میں 0.5 فیصد کمی ہے۔

مذکورہ صورتحال کے نتیجے میں 2010ء کی پہلی ششماہی کے دوران بینکوں میں خطرات برداشت کرنے کی صلاحیت بہتری ہوئی ہے۔ آخر 2009ء تک نفع یابی کا تسلسل 2010ء کی پہلی ششماہی میں بھی جاری رہا اور بینکاری شعبے نے 35.9 ارب روپے کا بعد از ٹیکس منافع کمایا جبکہ 2009ء کی پہلی ششماہی میں 28.6 ارب روپے کا منافع ہوا تھا۔ نفع یابی کے دیگر روایتی اظہار یوں سے بھی بہتری کی علامات نمایاں ہیں: 2010ء کی پہلی ششماہی کے لیے بینکاری شعبے کے بعد از ٹیکس اثاثوں پر منافع

اور ایکویٹی پر منافع بالترتیب 1.1 فیصد اور 10.9 فیصد رہا جبکہ 2009ء میں یہ 0.9 فیصد اور 8.9 فیصد تھا۔

بینکاری نظام میں ادائیگی قرض کی صلاحیت کا اندازہ بینکوں کے خاکہ خطر کو لاحق خطرات سے نمٹنے کے لیے دستیاب رقوم اور شرح کفایت سرمایہ (سی اے آر) سے لگایا جاتا ہے۔ 2010ء کی پہلی ششماہی کے دوران ضوابطی سرمائے میں 4.4 ارب روپے کا اضافہ ہوا اور یہ بڑھ کر 602.9 ارب روپے تک پہنچ گیا۔ کم از کم مطلوبہ سرمائے میں اضافے کے تحت بینکوں کے لیے ضروری ہے کہ ⁵⁴ وہ آخر 2010ء تک اپنا کم از کم مطلوبہ سرمایہ بڑھا کر 107 ارب روپے کر لیں۔ بینک وار تجزیے سے ظاہر ہوتا ہے کہ 40 میں سے 21 بینک اس پر پہلے سے عملدرآمد کر رہے ہیں اور توقع ہے کہ باقی 19 بینک اسٹیٹ بینک کی جانب سے سرمایہ جاتی بنیاد کے متعین کردہ معیار کو سال کے دوران حاصل کر لیں گے۔

مجموعی طور پر 2010ء کی پہلی ششماہی کے دوران خطرہ بہ وزن اثاثوں میں 1.8 فیصد نمو ہوئی جبکہ 2009ء کی پہلی ششماہی میں یہ 1.3 فیصد تک بڑھے تھے۔ اگر خالص قرضوں میں سرکاری شعبے کا حصہ 17.4 فیصد سے معمولی اضافے کے ساتھ بڑھ کر 18.4 فیصد ہو گیا ہے تاہم پبلک سیکٹر انٹرنیشنل پرائیزز (پی ایس ایز) کے حصے میں 59.4 فیصد اضافہ ہوا ہے ⁵⁵ جو کریڈٹ خطرہ بہ وزن اثاثوں میں اضافے کا ایک سبب ہے اگرچہ 2010ء کی پہلی ششماہی کے دوران قرضوں کی خالص واپسی دیکھنے میں آئی ہے۔ دوسری جانب مارکیٹ کے خطرہ بہ وزن اثاثے مجموعی خطرہ بہ وزن اثاثوں کے 5.6 فیصد پر مشتمل ہیں اور صفر خطرے کا وزن رکھنے والی حکومتی تسکات میں بینکوں کی سرمایہ کاریوں میں توسیع کے باعث ان میں 1.7 فیصد کمی آئی ہے۔ مذکورہ صورتحال کو مد نظر رکھتے ہوئے بینکاری شعبے کی شرح کفایت سرمایہ 13.9 فیصد کی اطمینان بخش سطح پر رہی جبکہ یہ 2009ء میں 14 فیصد اور 2009ء کی پہلی ششماہی میں 11.7 فیصد تھی۔ بنیادی سرمائے اور خطرہ بہ وزن تناسب میں بھی ایسی ہی پیش رفت نمایاں ہے جو 2009ء کے 11.6 فیصد سے بڑھ کر 11.7 فیصد پر آ گئے۔ آخر جون 2010ء تک بینک وار معلومات سے نشاندہی ہوتی ہے کہ 40 میں سے 6 بینک جن کا مجموعی اثاثوں میں حصہ 6.6 فیصد ہے، وہ شرح کفایت سرمایہ کے مطلوبہ معیار پر پورا نہیں اتر رہے۔ بینکاری شعبے کے نظمی استحکام کو یقینی بنانے کے لیے اسٹیٹ بینک ان عملدرآمد نہ کرنے والے بینکوں کے انضمام تشکیل نو ⁵⁶ کی حوصلہ افزائی کر رہا ہے۔ مزید برآں خالص غیر ادا شدہ قرضوں اور سرمائے کا تناسب جس میں خطرہ قرض سے سرمایہ جاتی بنیاد کو لاحق خطرے پر توجہ مرکوز کی جاتی ہے وہ آخر 2009ء کے 20.4 فیصد سے گرا آخر جون 2010ء میں 17.2 فیصد پر آ گیا۔

مختصر یہ کہ 2010ء کے پہلے نصف حصے کے جائزے سے ظاہر ہوتا ہے کہ بینکوں کی جانب سے اپنے خاکہ خطر کو بہتر بنانے کا عمل جاری ہے۔ اس رجحان کا آغاز 2009ء میں ہوا تھا۔ فی الوقت بینکوں کو درپیش اہم خطرات یہ ہیں: (1) سرمایہ کاری جز دان کی ری پرائسنگ کرنا، جس کا بڑا حصہ بڑھتی ہوئی شرح سود کے دور میں حکومتی تسکات میں مرکوز ہے (ب) اجناس کی مالکاری اور حکومتی ملکیت یا کنٹرول میں چلنے والی اثاثہ پرائیزز میں قرضے کا ارتکاز اور (ج) سیلاب سے ہونے والی ملک گیر تباہی کے تاخیر سے مرتب ہونے والے اثرات سے ان بینکوں کے قرضہ جز دان اور آپریشنل کارکردگی کو خطرات لاحق ہو سکتے ہیں جو سب سے زیادہ متاثر ہونے والے علاقوں میں اپنی خدمات انجام دے رہے تھے۔ تاہم اصلاحات کے تسلسل سے بینکاری نظام کے استحکام میں اضافہ ہوگا۔

54 بی ایس ڈی سرکرنمبر 7 بتاریخ 15 اپریل 2009ء۔

55 شعبہ شماریات کے اعداد و شمار پر مبنی۔

56 بینکاری نظام کی کارکردگی کا سہ ماہی جائزہ، جون 2010ء، بینک دولت پاکستان۔

حوالہ جات

بینک آف انٹرنیشنل سیٹل منٹس (2001)، ”بازل کمیٹی برائے بینکاری نگرانی“، مشاورتی دستاویز، آپریشنل خطرہ، بی آئی ایس۔

آئی ایم ایف (2010ء)، ”عالمی معاشی امکانات“، اکتوبر 2010ء۔

جوہٹ اے اے 2007ء۔ ”آپریشنل خطرے کے پائیدار انتظام میں حائل رکاوٹیں اور ضابطہ کاری: اعداد و شمار جمع کرنا اور نقصان کی رپورٹنگ“۔ آئی ایم ایف ورکنگ پیپر نمبر 254۔

بینک دولت پاکستان (2009ء)، ”مالی استحکام کا جائزہ 2008-09ء“۔

بینک دولت پاکستان (2009ء)، ”اسلامی بینکاری لیٹن اکتوبر دسمبر 2009ء“، مئی 2010ء

بینک دولت پاکستان (2010ء)، ”پاکستانی معیشت کی کیفیت 2009-10ء، سالانہ رپورٹ، جلد اول“۔